REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۱ — شمارہ ۱۳

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: عبد الحق فضل
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خاں

شرحِ چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک: ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک: دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۱۲ ہجری — ۲۶ امان ۱۳۷۱ ہش — ۲۶ مارچ ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

● — بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر و خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں نمایاں کامیابی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

● — قادیان ۲۰ مارچ: حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یرقان کی کیفیت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے افاقہ ہے اور عمومی صحت بہتری کی طرف مائل ہوئی ہے۔ ماہر لیڈی ڈاکٹر جو سیدہ بیگم صاحبہ کا علاج کر رہی ہیں، کی رائے میں اس طریقِ علاج کے اثرات ظاہر ہونے میں ابھی کچھ عرصہ لگے گا۔ انشاء اللہ۔ ہومیو پیتھک

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

قادیان میں فری آئی کیمپ کا کامیاب انعقاد

رپورٹ از دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گزشتہ سال کی طرح امسال بھی قادیان میں فری آئی کیمپ منعقد کیا گیا۔ الحمدللہ۔ یہ کیمپ مورخہ ۲۵ تا ۲۹ فروری 'ایوانِ خدمت' میں لگایا جس کا رسمی افتتاح جناب اے۔ پی۔ جلوٹہ صاحب چیف میڈیکل افسر گورداسپور نے کیا۔

کیمپ کے متعلق وسیع تشہیر:

کیمپ کے انعقاد کے سلسلہ میں ضابطہ کی کارروائی کی تکمیل کے بعد قادیان اور مضافاتِ قادیان میں وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی۔ شہر کے چاروں اطراف میں بڑے بڑے بینرز اور اشتہار لگائے گئے۔ علاوہ ازیں جو خدام مضافاتِ قادیان میں بطور میڈیکل پریکٹیشنر خدمات بجا لا رہے ہیں ان کے ذریعہ بھی کیمپ کی تشہیر ہوئی۔ آئی کیمپ کے انعقاد کے تعلق سے درجِ ذیل اخبارات نے خبریں شائع کیں: ہند سماچار۔ ملاپ۔ جگبانی۔ پنجاب کیسری۔ اکالی پتر کا۔

آئی کیمپ کی خبر آل انڈیا ریڈیو جالندھر اور دوردرشن جالندھر سے بھی نشر کی گئی۔

ایوانِ خدمت میں وقارِ عمل

کیمپ کے انعقاد سے دو روز قبل 'ایوانِ خدمت' کی مکمل صفائی بذریعہ وقارِ عمل کی گئی۔ عمارت کے تمام کمروں۔ ہال اور گیلری میں مریضوں کے لئے چارپائیاں بچھائی گئیں۔ ریڈنگ روم کو آپریشن تھیٹر میں تبدیل کیا گیا۔

اس وقارِ عمل میں قادیان کے خدام نے انتہائی جذبۂ فدائیت اور خدمت کے ساتھ احسن رنگ میں کام کیا۔

کیمپ کا رسمی افتتاح:

یوں تو کیمپ کا افتتاح ۲۵ فروری سے ہو چکا تھا۔ کیونکہ مریضوں کی کثیر تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دن قبل ہی CHECK-UP کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔ تاہم اس کا باقاعدہ افتتاح مورخہ ۲۶ فروری مقرر تھا۔ افتتاحی تقریب کے لئے احاطہ 'ایوانِ خدمت' میں پنڈال سجایا گیا۔ اس تقریب کی صدارت محترم چوہدری محمود احمد صاحب عارف قائمقام ناظرِ اعلیٰ قادیان نے فرمائی۔ جناب اے۔ پی۔ جلوٹہ صاحب سی۔ ایم۔ او گورداسپور بطور مہمانِ خصوصی شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ شہر کے دیگر معززین جن میں سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ۔ جناب حکیم سورن سنگھ صاحب۔ مسٹر اری لال صاحب اور مقامی ایس۔ ایچ۔ او صاحب بھی رونقِ جلسہ تھے۔ ابتدائی تقریب ٹھیک ۱۱ بجے قرآنِ کریم کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ جو مکرم طیاوی صاحب نے کی۔ جس کا پنجابی ترجمہ مکرم شمشاد احمد صاحب مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول نے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم ناصر علی عثمان صاحب نے نہایت خوش الحانی سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تازہ نظم "پریمی روپ نگر کو آئے" کے چند اشعار پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

بعد ازاں مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امورِ عامہ قادیان نے آئی کیمپ کے انعقاد کا پس منظر بیان کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کا مختصر تعارف کرایا۔ اس کے بعد بعض معززینِ شہر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا جس میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مخلوقِ خدا کی خدمت کے لئے کی جانے والی مساعی کو نہایت عمدہ رنگ میں ذکر کیا۔ ان احباب کے تاثرات سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان میں بابرکت آمد کا غیروں پر بہت اچھا اور گہرا اثر پڑا ہے۔ ہر مقرر نے اپنی تقریر کے آخر پر یہی دلی تمنا ظاہر کی کہ حضور پُرنور قادیان میں ہر سال تشریف لائیں بلکہ مستقل طور پر اس بابرکت زمین میں قیام پذیر ہو جائیں۔

اس کے بعد مہمانِ خصوصی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ موصوف نے جماعتِ احمدیہ کے متعلق اچھے جذبات کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ آئی کیمپ کے انتظامات کی بھی تعریف کی۔ اسی طرح موصوف نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جماعتِ احمدیہ ہر سال فری آئی کیمپ منعقد کر کے مخلوقِ خدا کی خدمت کے سامان فراہم کرتی رہے۔

قرآنِ کریم اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ:

اس موقعہ پر لجنہ اماء اللہ بھارت کی طرف سے قرآن مجید انگریزی ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر پر مشتمل تحفہ مہمانِ خصوصی کی خدمت میں پیش کیا گیا جسے موصوف نے بڑے احترام سے کھڑے ہو کر قبول کیا۔

آخر میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے حاضرینِ جلسہ سے مختصر خطاب کیا جس میں موصوف نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ کا نصب العین یہی ہے کہ مخلوقِ خدا کی ہر رنگ میں خدمت کی جائے۔ آپ نے جماعتِ احمدیہ کے رفاہِ عام کے کاموں کا بھی خصوصی ذکر کیا اور آتے ہوئے مہمانوں کا بہترین رنگ میں شکریہ ادا کیا۔ بعدہٗ صدرِ اجلاس نے مختصر دعا کروائی اور اس کے ساتھ ہی یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

تبلیغِ حق و اشاعت:

اس خصوصی موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کثیر تعداد میں آئے ہوئے لوگوں تک موثر رنگ میں اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ موقعہ کی مناسبت سے پنجابی زبان میں ایک ٹریکٹ بعنوان "اکھاں دا اصلی نور الٰہی نور ہے" شائع کر کے لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح روزانہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مختلف تقاریر و منظوم کلام پیش کئے جاتے رہے۔ اس موقعہ پر ایک چھوٹا سا تبلیغی بک سٹال بھی لگایا گیا۔

مریضوں کی تعداد اور آپریشن کا انتظام:

اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سال ۔۔۔ ۲۴۶۱ افراد کے بالمقابل امسال تین ہزار افراد نے اس کیمپ سے استفادہ کیا۔ کل ۱۷۳ آپریشن کئے گئے جن میں ۱۳۹ میجر اور ۴۰ مائینر تھے جبکہ گزشتہ سال آپریشن کی کل تعداد ۱۵۷ تھی۔ اس سلسلہ میں ماہر ڈاکٹر وابستہ خدمات سرانجام دیں۔ سرکاری ڈاکٹر صاحبان کے علاوہ احمدیہ ہسپتال کے میڈیکل انچارج صاحب اور دیگر احمدی ڈاکٹر صاحبان جو مختلف دیہاتوں میں پریکٹس کرتے ہیں

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۶ امان ۱۳۷۱ ہش

فتوائے کفر پر ایک سو سال اور اوّل المکفّرین کا عبرتناک انجام

مامورین الٰہی کی مخالفت اور ان کے ساتھ شوخی اور استہزاء کا سلوک ایک ایسا مکروہ اور خوفناک فعل ہے کہ اس میں ملوث لوگ تا قیامت آنے والی نسلوں کے لئے نشانۂ عبرت بن کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے ہی بدقسمت لوگوں میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نام بھی شامل ہے جنہوں نے آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل ۱۸۹۱ء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیحیت پر مخالفت کا طوفان کھڑا کرتے ہوئے ہندوستان بھر کے تقریباً دو صد "علماء" سے آپ کے خلاف فتوئ تکفیر پر مہریں لگوائیں اور قرآن پاک کی اس پاک نصیحت پر کہ — اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ — اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال خود اس کی جان پر پڑے گا — ذرا بھی توجہ نہ کی۔ اور باوجود علم قرآن کا دعویٰ رکھنے کے یہ معاملہ خدا پر نہ چھوڑا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے ہیں تو آیت — وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا .... (الحاقہ) کے مطابق جھوٹے ملہم کو خدا خود رگ جان سے پکڑ کر اس کا کام تمام کر دے گا۔ اور پھر اگر وہ خود بھی اسے بچانا چاہیں گے تو نہیں بچا سکیں گے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت کی بلکہ یہ کہہ کر کہ — "میں نے ہی اس کو اونچا اٹھایا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا" — خدائی کے بلند و بالا مرتبہ کو بھی للکارنا چاہا۔ اس پر خداوند ذوالجلال نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا:

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔ اَللّٰهُ اَجْرُكَ۔ اَللّٰهُ یُعْطِیْكَ جَلَالَكَ۔ (نشانِ آسمانی)

یعنی جو تیری ذلت کا ارادہ بھی کرے گا اللہ اس کو ذلیل کر دے گا۔ اللہ تیرا اجر ہے۔ اللہ تیرا جلال ظاہر کر دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے متعلق بار بار پیار و محبت سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن مولوی صاحب کسی طرح نہ سمجھے اور سخت مغلوب الغضب ہو کر دہلی اپنے استاد مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کے پاس گئے اور ان کی اجازت و مدد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ذلیل کرنے کے لئے گندی گالیوں اور غلیظ کلمات سے بھرپور جو فتوئ کفر تیار کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق فرمایا:—

"اس فتویٰ کو میں نے اوّل سے آخر تک دیکھا ہے ..... میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے متبعین نے مجھ کو کافر اور ملعون اور دجّال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے وہ بخارات نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے اور جس قدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پہنچا ہے۔ اس صدمۂ عظیم کا غم غلط کرنے کے لئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا۔ بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجائیں ....."

اس فتوئ کفر کے وقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ستارہ آسمان پر چمک رہا تھا۔ اور پورے ہندوستان میں ان کے نام کا شہرہ تھا۔ لیکن اس فتوئ کفر کے بعد مولوی صاحب موصوف پر پے در پے ذلت و ادبار کے وہ الٰہی تیر چلے کہ الامان والحفیظ —!!

● — پہلی ذلت ان کو اس وقت پہنچی جب مباحثہ لدھیانہ ۱۸۹۱ء کے موقعہ پر ہی ان کے ایک مرید مولوی نظام الدین صاحب یہ کہہ کر کہ قرآن مجید مرزا صاحب کی طرف ہے اور جدھر قرآن مجید ہے ادھر ہی رہوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔

● — دوسری ذلت انہیں یہ ملی کہ ان کے ایک ساتھی مولوی غلام نبی صاحب خوشابی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے "حیات مسیح" پر مباحثہ کرنے کے لئے آئے تھے اور مشہور زمانہ لدھیانہ میں ہی ۱۸۹۱ء میں بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

● — ۱۸۹۱ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہوئے لاہور پہنچے تو چینیاں والی مسجد کی امامت سے ہٹا دیئے گئے۔

● — حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۲ء میں مولوی صاحب کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جس میں وہ ناکام رہے ..... !

● — ایک ذلت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اس وقت پہنچی جب وہ امرتسر میں پادری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں عیسائیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گواہی دینے کے لئے پہنچے اور بھرے دربار میں ان کو کرسی سے اٹھا دیا گیا۔ جب انہوں نے ایک نیکد ائیں جاں کی چادر بچھا کر اس پر بیٹھنا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر اٹھا دیا کہ اٹھ میری چادر پلید نہ کر تو مسلمان ہو کر عیسائیوں کی طرف سے تجھ ٹی گواہی دینے آیا ہے۔

● — مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اس وقت الہام الٰہی اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے مطابق شدید رسوائی کا سامنا کرنا پڑا جب انہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف یہ کہہ کر بھڑکایا کہ (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی مہدویت کا مدعی ہے اور مہدی سوڈانی کی طرح غلبہ حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دے گا اور یہ کہ امیر عبدالرحمٰن والئ افغانستان کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں۔ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے دو نمائندے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خانہ تلاشی کے لئے آئے۔ لیکن حضور کو اور حضور کے صحابہ کو مسجد میں نہایت والہانہ انداز میں گریہ و زاری سے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ کر بغیر تلاشی لئے چلے گئے۔

● — ایک ذلت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اس وقت پہنچی جب مولوی صاحب موصوف نے احادیث میں موجود مہدی سے متعلق عقیدۂ اسلامی کو غلط قرار دیا۔ اور بعض اور طریقوں سے گورنمنٹ برطانیہ کی خوشنودی حاصل کر کے اپنے لئے زمین بھی حاصل کی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی طرف سے گورنمنٹ کو پیش کردہ عقیدۂ مہدی پر بٹالوی صاحب کا نام لئے بغیر سید نذیر حسین صاحب دہلوی اور ملک کے کئی علماء سے فتویٰ مانگا گیا جس پر سب نے بیک زبان کہا کہ مہدی کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنے والا گمراہ، ملحد، کذّاب اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دائرۂ اسلام سے خارج کرانے والا خود فتوئ کفر کا شکار ہوا۔

● — ایک سخت قسم کی رسوائی بٹالوی صاحب کو تب پہنچی جب ان کا ایک بیٹا مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا۔ اور ایک کا دماغ خراب ہو گیا اور بعض لڑکوں نے اور بیوی نے ملنا چھوڑ دیا۔ معاشرے والوں نے لین دین بند کر دیا۔ اور دوسرے لوگوں کی معرفت گھر کا سودا سلف منگوانا پڑا۔

● — اور ذلتوں پر ذلت یہ کہ جس بٹالہ شہر میں ایک زمانہ میں وہ دندناتے پھرتے تھے آج اس بٹالہ میں ان کا نام تو درکنار ان کی قبر تک کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ اس طرح ان کی زندگی آیت قرآنی قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ (الانعام ع ۲)۔ (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو ان سے کہہ دے کہ زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا ہے — کے عین مطابق تھی۔

خاکسار راقم الحروف نے جہاں یہ سب باتیں تاریخ سے اخذ کی ہیں وہاں ۱۹۹۰ء میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نواسے مکرم شیخ محمد سعید صاحب ———— (موصوف اب ایک مخلص احمدی ہیں) کی زبانی یہ عبرتناک داستان اپنے کانوں سے سنی ہے مکرم شیخ محمد سعید صاحب پاکستان میں مقیم ہیں۔ آپ کو ۱۹۷۴ء کے ان خوفناک ایام میں قبول احمدیت کی توفیق ملی جب بھٹو حکومت کے دور میں پاکستان میں نہایت بیدردی سے احمدیوں کو شہید کیا جا رہا تھا۔ ان کی دکانیں لوٹی اور جلائی جا رہی تھیں یہاں تک کہ معصوم بچوں کو بھی "مولویانِ دین متین" کے "مومنانہ وعظوں" سے متاثر ہو کر غنڈوں کی طرف سے بخشا نہیں جا رہا تھا۔ ایسے ہولناک دور میں موصوف کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ اور خود موصوف نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ انہوں نے محسوس کیا کہ یہی وہ دور قربانی ہے جس میں سر دھڑ کی بازی لگا کر اپنے اسلاف کے گھناؤنے اور مکروہ اعمال سے نت پت سیاہ چادر کو کسی قدر دھو سکتے ہیں —!!

پس نہ تو اس فتوئ تکفیر کی کوئی اہمیت ہے جو آج سے ایک سو سال قبل لگایا گیا اور نہ اس کے بعد لگائے جانے والے فتاوئ کفر کی کچھ وقعت۔ برائے خدا خود ہی سوچو کہ دعویٰ کرنے والے اور جھٹلانے والے میں سے کون انجام کے اعتبار سے ہلاکت کے گڑھے میں گرا اور کس کا نام خدا نے آج ایک سو چھتیس ممالک میں پھیلا دیا۔ جب سرغنۂ مکفّرین و مکذّبین کا یہ حال ہے تو باقیوں کا بھی اسی پر قیاس کر لو ؎

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

(امیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

دعا کا معجزہ ایک زندہ معجزہ ہے اور اس کا تعلق صرف خلیفۂ وقت سے نہیں بلکہ ہر اس شخص سے ہے جو خلافت احمدیہ سے خلوص کا تعلق باندھتا ہے

دعا میں یہ بہت بڑی طاقت ہے کہ وہ اعجازی پھل عطا کرتی ہے اس یقین کے ساتھ آپ ان لوگوں کے لئے دعا کریں جنکو آپ تبلیغ کرتے ہیں

دعوت الی اللہ کرنے والے کو اپنے منصوبے میں یہ بات لکھ لینی چاہیئے کہ میں انبیاء کی زبان میں بھی دعائیں مانگوں گا

زسیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ ر تبلیغ (فروری) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے (ادارہ)

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ الرعد کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ (سورۃ الرعد: آیت ۳)

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ

دعوت الی اللہ کیلئے ضروری ہے

کہ دل میں ایک جوش پیدا ہو۔ ایک گہری لگن اس کام سے پیدا ہو جائے جو محبت اور عشق میں تبدیل ہو جائے اور انسان نہ صرف دوسرے کے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنے دل کی مجبوری سے دعوت الی اللہ میں مصروف رہے اور اس کی زندگی کا سکون اور چین دعوت الی اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دنیا میں عظیم روحانی انقلابات برپا کرتا ہے۔ ولولے اور محبت اور جوش کا اپنا ایک مقام ہے لیکن صرف یہی کافی نہیں کیونکہ ولولے اور جوش اور محبت ایندھن سے مشابہت رکھتے ہیں جو توانائی مہیا کرتے ہیں لیکن محض پٹرول سے کر تو آپ سفر نہیں کر سکتے۔ اس توانائی کے استعمال کیلئے جتنی اچھی مشین آپ کو مہیا ہوگی اتنا ہی بہتر اس توانائی کا نتیجہ نکلے گا اور اس سے آپ زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں گے۔ پس دوسری بات منصوبہ بندی کی ہے۔ ایک منصوبہ بندی کا میں نے ذکر کیا تھا کہ جماعتوں کو ملکی سطح پر بھی اور مقامی سطح پر بھی منصوبہ بندی کرنی چاہیئے۔ آج میں انفرادی منصوبہ بندی سے متعلق بعض باتیں کہنی چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تو منصوبہ بندی کی اہمیت۔ آپ پر واضح کرنے کے لئے میں نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کا انتخاب کیا جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تقدیر کا مالک ہے اور قرآن کریم میں کُنْ فَیَکُوْنُ کا جو ذکر ہے اس سے یہی تاثر پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ جب کسی بات کے متعلق فیصلہ کرے اور کہہ دے کہ یہ ہو جائے تو وہ ہو رہتی ہے۔ یہ بات درست ہے اور یہ تاثر درست ہے۔ لیکن یہ بہت مختصر سی بات ہے۔ کیسے ہوتی ہے اور کیونکر رونما ہوتی ہے؟ اس کا ذکر قرآن کریم میں تفصیل سے مختلف جگہ ملتا ہے اور بارہا خدا تعالیٰ اس سلسلہ میں تدبیر کا ذکر فرماتا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ قادر مطلق ہے جس چیز کا فیصلہ کرے آناً فاناً بھی کر سکتا ہے لیکن فرماتا ہے کہ میرے وقار اور میری شان کے خلاف ہے کہ بغیر کسی حکمت اور بغیر کسی تدبیر کے کسی چیز کو ظاہر کردوں۔ پس میرے حکم کے ساتھ تدبیر کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پس یہاں تدبیر کا تعلق اس آن سے ہے جو تقدیر کے ماتحت ہے سب سے پہلے خدا کی تقدیر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر وہ تقدیر تدبیر کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اسی سے پھر قانون قدرت جاری ہوتے ہیں اور ہر قسم کی تخلیق کا نظام چلتا ہے۔

قرآن کریم کی جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ سورۃ الرعد کی تیسری آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ اللہ کی ذات وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں پر بلند کر رکھا ہے جنکو تم دیکھ نہیں سکتے بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا کا ایک مطلب یہ ہے کہ بغیر ستونوں کے جنکو تم دیکھتے ہو لیکن اسکا معنی دوسرے جزو کے سامنے رکھا ہے کہ ایسے ستونوں کے بغیر بلند کئے رکھا ہے جنکو تم دیکھ سکتے ہو یعنی وہ ستون جو تمہیں نظر آتے ہیں۔ جن کو تم عام طور پر دیکھتے ہو ویسے ستون استعمال نہیں فرمائے بلکہ نہ نظر آنے والے ستونوں پر اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اپنے اپنے مقام پر سنبھال رکھا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ یہ سب نظام مکمل کرنے کے بعد پھر وہ اپنی کرسی حکومت پر استوٰی فرما گیا اور شمس اور قمر کو اس نے مسخر کر دیا۔ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ یہ سب اپنے اپنے منتہیٰ کی طرف مسلسل حرکت میں ہیں۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ۔ اس طرح خدا تدبیر فرماتا ہے۔ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ۔ اور اپنے نشانوں کو کھول کھول کر تمہارے سامنے رکھتا ہے۔ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ تاکہ تم اپنے رب کی لقاء کا یقین پیدا کر سکو۔

ان آیات میں جو ستونوں کا نہ نظر آنا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہماری آنکھیں بہت سے ایسے ذرائع کو دیکھ نہیں سکتیں جن کے ذریعہ ایک نظام چل رہا ہو لیکن ہماری آنکھوں کا نہ دیکھنا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ذریعے موجود نہیں ہیں بلکہ ذریعے موجود ہوتے ہیں اور ایسے ذرائع بھی خدا استعمال فرماتا ہے جو دوسروں کو نظر نہیں آتے اور اس کا نام اللہ تعالیٰ نے تدبیر رکھا ہے۔

قرآن کریم میں تدبیر سے متعلق جو مختلف آیات ہیں ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کی بعض تدبیریں تو ظاہر و باہر ہیں وہ ہر ایک کو دکھائی دیتی ہیں اور بعض تدبیریں مخفی ہیں اور جہاں تک مخفی تدبیروں کا تعلق ہے اگر خدا ان کی خبر نہ دیتا تو جس زمانہ میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں اس زمانہ میں کسی کو ان تدبیروں پر اطلاع نہ ہوتی۔ آج کے زمانے میں خدا کی ان تدبیروں کو

بنی نوع انسان میں سے جو سائنس دان ہیں

اور جنہوں نے کھوج لگائے ہیں انہوں نے دیکھنا شروع کر دیا ہے اور تدبیروں کی تہہ تک اترنے کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے پس پردہ اور بھی تدبیریں ہیں جو مخفی ہیں اور نظر نہیں آرہیں۔ وہاں تک پہنچنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ان کے پیچھے اور بھی تدبیریں ہیں جو ہمارے علم سے ابھی مخفی ہیں اور دکھائی نہیں دیتیں تو خدا تعالیٰ کی تدبیر کا ایک سلسلہ ہے یہ تہہ در تہہ چلتا ہے، بطن در بطن جاری ہے۔ بہت سی تدبیریں ہیں جو ظاہر دکھائی دیتی ہیں، بہت سی ہیں جو نہیں دکھ

اور آج سائنسدانوں کو جو یہ تدبیریں دکھائی دے رہی ہیں تو اس کا بھی قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات خود اپنے حکم سے ان تدبیروں کو ظاہر فرماتا ہے اور ایسی تقدیر جاری کرتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کو خدا تعالیٰ کے نظام کے مخفی راز معلوم ہونے شروع ہو جاتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں سورۃ الزلزال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَاۙ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَاۙ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَاۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَاۙ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَاؕ

کہ ایک ایسا وقت آئیگا جبکہ زمین اپنے گہرے اور بھاری راز اگلنے لگے گی اور زلزلہ کی سی کیفیت طاری ہو گی جس طرح زلزلے میں زمین لاوہ اگلتی ہے اور بہت ہی بڑی مقدار میں HEAVY METALS کو بعض دفعہ لاوے کے ذریعے باہر نکالتی ہے۔ اسی طرح زمین کے گہرے راز اور بھاری راز بھی ہیں۔ فرمایا۔ ایک ایسا وقت آئے گا گویا زمین پر زلزلہ طاری ہو جائے گا۔ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا۔ اس وقت انسان کہے گا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ کتنی حیرت انگیز دریافتیں ہو رہی ہیں۔ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا۔ اس زمین کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیسی حرکتیں کر رہی ہے کیسی کیسی عجیب باتیں اور اپنے سینے کے راز اگل کر ہمارے سامنے لا رہی ہے فرمایا: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔ اس دن یہ زمین اپنے راز اگلے گی لیکن اتفاقاً نہیں بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔ اس لئے کہ اے محمدؐ! تیرے رب نے زمین پر یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ جب خدا تعالیٰ اشارہ فرمائے تو اس وقت راز اگلنے لگو تو وہ سائنس دان جو اپنی تحقیق کے ماحصل کے نتیجہ میں مغرور ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑے بڑے کھوج حاصل کر لئے ہیں، بہت سے راز معلوم کر لئے ہیں ان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے قرآن کریم نے پہلے ہی یہ راز ہم پر روشن فرما دیا تھا کہ آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ سائنس دانوں کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائے گا اور اگر خدا تعالیٰ یہ توفیق عطا نہ فرمائے تو کسی کی طاقت نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے مخفی رازوں کو معلوم کر سکے۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ (سورۃ البقرہ: آیت ۲۵۶) کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس کے علم میں سے ایک ذرے پر بھی احاطہ کر سکے مگر خدا کے اذن کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔

یہ تو خیر ایک تمہیدی بیان تھا جو میں نے دیا ہے۔ اصل مقصد آج اس آیت کو آپ کے سامنے پیش کرنے کا یہ ہے کہ آپ کو بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ بھی تدبیر فرماتا ہے اور بعض مواقع پر وہ تدبیر مخفی رہتی ہے اور نظر نہیں آتی لیکن کام کر رہی ہوتی ہے چنانچہ آگے فرمایا کہ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ۔ یہ تدبیر ایسی ہے کہ اگر خدا خود کھول کر بیان نہ کرتا تو تمہیں معلوم نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی بعض آیات خود کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم خدا تعالیٰ سے ملاقات کے دن کے بارہ میں یا خدا تعالیٰ سے ملاقات کے مضمون پر یقین حاصل کر سکو کیونکہ ان باتوں سے خدا تعالیٰ جو اپنے نشانات کھول کر بیان فرماتا ہے انسان کے دل میں ایمان بڑھتا ہے اور اس ہستی کی لقاء کی تمنا بھی پیدا ہوتی ہے، امید بھی بندھتی ہے اور بالآخر یقین بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک عام آدمی جس کا علم تھوڑا ہے یا عمر کے لحاظ سے بچہ ہے یا بہت بوڑھا ہے یا اپنے وسائل کے لحاظ سے بہت ہی محدود طاقتیں رکھتا ہے وہ کیسے منصوبہ بنائے۔ منصوبہ بنانا تو فرض ہو گیا۔ اگر خدا منصوبہ بنانا ہے تو خدا کے بندوں کو بھی محض کُن کہکر کچھ حاصل نہیں ہو سکے گا۔

خُدا کے بندوں کا کُن

تو ان کا بھی ارادہ ہوا کرتا ہے۔ یہ عہد ہوتا ہے کہ ہم یہ کام ضرور کریں گے پس جب دعوت الی اللہ کی تحریک کی جاتی ہے تو ہزاروں لاکھوں احمدی ہیں جن کے دل میں "کُن" کا لفظ اس طرح ظاہر نہیں ہوتا کہ کُن کی شکل میں ظاہر ہو مگر نیک ارادوں کی صورت میں، نیک تمناؤں کی صورت میں کُن کا لفظ ان کے دلوں میں اٹھتا ہے اس کے بعد وہ پھر بھول جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بھی کچھ کرنا ہے اور آگے ہوتا کچھ نہیں کچھ دیر کے بعد پھر "کُن" کی آواز دھیمی ہوتی ہوتی آہستہ آہستہ غائب ہو جاتی ہے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ذہن میں تخلیق کا طریق نہیں سیکھا۔ "کُن" کہکر خدا تعالیٰ معاملہ

کو وہیں ختم نہیں فرما دیتا بلکہ زمین و آسمان کی پیدائش کے سلسلہ میں بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تدبیر فرماتا ہے اور یہ ساری کائنات خدا کی تدبیر کے ذریعہ ظاہر ہوئی ہے جو تقدیر کے تابع ہے۔ پس خدا کا بندہ کس طرح تدبیر سے مستغنی ہو سکتا ہے۔ تدبیر کیا ہے اور کس کس طرح اختیار کرنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں اب میں آپ کو کچھ بتاؤں گا لیکن میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فیصلے کے بعد تدبیر کا سلسلہ تقدیر اور تدبیر کا ایک تعلق قائم کرتا ہے اور تدبیر وہ وسیلہ ہے جو خالق کو مخلوق سے ملاتی ہے۔ تدبیر نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمارے تصور اور ادراک سے بہت بالا کہیں کام کرتی ہوئی رہتی اور ہمیں اس کا علم نہ ہوتا۔ یہ جو کائنات میں قوانین جاری ہیں یہ تدبیریں ہیں اور ان تدبیروں کے رستے ہم خدا کی تقدیر کو پہچاننے لگتے ہیں گویا یہ پُل کا سا کام دیتی ہیں جو مخلوق کو خالق سے ملاتی ہیں۔ یہاں تقدیر پہلے ہے اور تدبیر بعد میں ہے۔ جب انسانی سطح سے ہم بات کرتے ہیں۔ انسانی زاویۂ نظر سے دیکھتے ہیں تو تدبیر پہلے آتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف بلند ہوتی ہے اور پھر خدا کی تقدیر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جس کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض ایسے ہوئے پراگندہ بالوں والے انسان جن کے سر میں خاک پڑی ہو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب وہ کہتے ہیں کہ خدا ایسا ضرور کریگا تو خدا ایسا ضرور کر دیتا ہے تو بعض دفعہ نیک بندے کی تدبیر جو خدا کی خاطر بنائی جاتی ہے خدا تعالیٰ کو ایسی پیاری لگتی ہے کہ وہ اس کی تقدیر میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر خدا کی تقدیر دنیا میں تدبیریں اختیار کرتی ہے اور وہ خدا کی غالب تدبیریں ہیں جو انقلاب برپا کیا کرتی ہیں۔

پس

اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ لیں

کہ تدبیر بندے کے لئے بہت ضروری ہے اور مخلصانہ تدبیر ہے جو دراصل خدا تعالیٰ کی تقدیر کو حرکت میں لاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یہی تدبیر اللہ کی تقدیریں جگایا کرتی ہے۔ تو ہر وہ دعوت الی اللہ کرنے والا جو دل میں نیک ارادے باندھتا ہے اگر وہ ان ارادوں کے بعد کسی وقت آرام سے بیٹھ کر تدبیر نہیں سوچتا۔ منصوبہ نہیں بناتا تو ایسا ہی ہے جیسے ایک خیال دل میں پیدا ہوا اور اس پر عمل نہیں ہوا اور وہ محض ضائع گیا اور اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا۔ اس لئے جماعتوں کو تو اپنے طور پر منصوبے بنانے ہوں گے لیکن ہر فرد کا اپنا کام ہے کہ وہ بھی منصوبہ بنائے اور جب وہ منصوبے بنانے بیٹھے گا تو اس وقت اس کو سمجھ آئے گی کہ کیوں اب تک وہ دعوت الی اللہ میں کوئی نمایاں کارکردگی نہیں دکھا سکا۔ بغیر منصوبے کے کوئی بات ڈھب سے چل ہی نہیں سکتی اور منصوبہ GRASS ROOT LEVEL پر بننا چاہیئے یعنی انفرادی سطح پر، عوامی سطح پر ہر شخص کا اپنا منصوبہ بننا ضروری ہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر یہ منصوبہ نہ بنا ہو تو جماعتی اونچی سطح کے سارے منصوبے فرضی ہوں گے اور ان میں کوئی حقیقت نہیں ہو گی۔ وہ لوگ جنہوں نے کام کرنے ہیں وہ بہتر جانتے ہیں کہ ان کی صلاحیتیں کیا ہیں۔ وہ بہتر جانتے ہیں کہ ان کے اخلاص کا مرتبہ کیا ہے۔ وہ بہتر جانتے ہیں کہ وہ کتنا وقت دے سکتے ہیں اور کتنا علم ان کو حاصل ہے۔ کون کون سے ذرائع ان کے پاس ہیں۔ اگر مجموعی منصوبے میں کچھ کام ان کے سپرد کر دیئے جائیں تو منصوبہ بنانے والے اگر لندن میں بیٹھے ہیں تو ان کو کیا پتہ کہ لیسٹر میں فلاں گھر میں جو بچی ہے اس پر اس منصوبے کا اطلاق ہی نہیں ہو سکتا یا کسی اور ملک میں ملک کے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر ایک عظیم الشان منصوبہ بنایا جا رہا ہو تو وہ اس منصوبے کے وقت تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اس منصوبے کو انفرادی منصوبوں میں ڈھالنے کی راہ میں کتنی دقتیں حائل ہیں۔ ایک اور طریقہ منصوبہ بنانے کا یہ ہوا کرتا ہے کہ انفرادی منصوبہ بنوایا جائے اور ان منصوبوں کو اکٹھا کر کے ان کی روشنی میں مرکزی منصوبہ بنایا جائے۔ یہی معقول طریق ہے۔ یہی درست طریق ہے ورنہ حقیقت میں اکثر جو مرکزی منصوبہ ہوتے ہیں وہ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ فرضی اور خیالی رہتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک دفعہ ایک موقعہ پر ہدایت دی کہ اس طرح تفصیل کے ساتھ کاموں کو تقسیم کیا جائے۔ اور مجھے مرکزی شعبے کی طرف سے رپورٹ ملی کہ ہم نے اس طرح تقسیم کر دیئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ آپ گھر بیٹھے ایک فقرہ لکھ دیں کہ ہم نے کام تقسیم کر دیئے ہیں۔ چند منٹ میں آپ الاٹمینٹس کر دیں کہ تم نے اتنا کرنا ہے۔ تم نے اتنا کرنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ پہلے آپ اُن سے پتہ کریں کہ ان کی صلاحیتیں کیا ہیں۔ کتنے دوست ان کاموں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ان دوستوں سے وعدے لیں اور معلوم کریں کہ واقعۃً وہ تیار ہیں بھی کہ نہیں۔ پھر اُن کوائف کو اکٹھا کریں۔ ان کے نتیجہ میں جو مرکزی منصوبہ بنے گا وہ حقیقی ہوگا۔ ورنہ یہ سب فرضی باتیں ہیں۔ پس جماعت کے عمومی منصوبے کی کامیابی کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہر وہ شخص جو دعوت الی اللہ کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنے لئے کسی وقت بیٹھ کر الگ منصوبہ بنائے

اب دیکھیں دعوت الی اللہ کرنے والوں میں بڑی عمر کے لوگ بھی ہیں چھوٹے بچے بھی ہیں۔ عورتیں بھی ہیں۔ مرد بھی ہیں۔ کالج کی پڑھنے والی لڑکیاں بھی ہیں اور کام کرنے والے لوگ ہیں۔ ہر ایک کے حالات مختلف ہیں۔ ہر ایک کا علم مختلف ہے۔ ہر ایک کو مختلف وقتوں میں، مختلف دنوں میں وقت میسر آتے ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو کسی مرکزی کلاس میں شامل ہو ہی نہیں سکتے لیکن نیک ارادہ رکھتے ہیں۔ ان سب کو میری نصیحت یہ ہے کہ وہ

سب سے پہلے تو دعا کریں۔ دو نفل پڑھیں

اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں اور خدا سے یہ عرض کریں کہ اے خدا! تو جانتا ہے کہ ہمارے پاس بہت ہی معمولی ذرائع ہیں اور ہمیں ہر لحاظ سے کمزوری کا احساس ہے۔ اپنی بے بسی کا احساس ہے اس لئے آج ہم تیری خاطر منصوبہ بنانے کے لئے بیٹھے ہیں تو ہمیں روشنی عطا فرما اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ جو منصوبہ بنائیں تیری رضا کو حاصل کرنے والا ہو اور جو منصوبہ بنائیں وہ ثمر دار بنے اس کو پھل لگیں اور پھل لگنے تک جو محنت مجھے کرنی چاہیئے مجھے اس محنت کی توفیق بھی عطا فرما۔ یہ دعا کرکے، دو نفل پڑھ کے اگر کوئی شخص منصوبہ بنانے کے لئے بیٹھے گا تو یقیناً اس کے بعد وہ کام شروع ہو جائے گا

اکثر دعوت الی اللہ کرنے والے جو غافل ہیں وہ اس لئے ہے کہ نہ وہ دعا کرتے ہیں نہ سنجیدگی سے اپنی ذات کے لئے کوئی منصوبہ بناتے ہیں۔ آپ کے علم میں مختلف طبقات کے احمدی ہوں گے آپ ان پر نظر ڈال کر دیکھ لیں اپنے نفس کا بھی جائزہ لے کر دیکھیں آپ کو معلوم ہوگا کہ دعوت الی اللہ کی خواہش تو پیدا ہوئی لیکن عملاً ٹھوس کام کرنے کی طرف بہتوں نے پہلا قدم بھی نہیں اٹھایا۔ تعلقات کے دائرے ہیں۔ وسیع سوشل رابطے موجود ہیں لیکن یہ سمجھ نہیں آتی کہ دعوت الی اللہ کیسے کریں۔ سکول جانے والے بچے ہیں، بچیاں ہیں جن کو اگر وہ چاہیں تو اپنے دائرے میں تبلیغ کی توفیق مل سکتی ہے مگر کیسے کریں اس کی اُن کو سمجھ نہیں آتی۔ اس لئے باہر سے جو پیغام ان کو ملتے ہیں کہ تبلیغ کرو وہ کوئی نتیجہ نہیں پیدا کر سکتے۔ پس ہر شخص کو بیٹھ کر جیسا کہ میں نے کہا ہے دعا کرنے کے بعد اپنا منصوبہ خود بنانا چاہیئے مثلاً ایک سکول کی بچی جب کاغذ لے کر بیٹھے گا تو پہلے تو خالی دماغ کے ساتھ اس کو سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا لکھوں۔ کیسے منصوبہ بناؤں۔ یہ تو بے بسی کا احساس ہے یہ کچھ دیر رہے گا۔ پھر وہ سوچے گی اور غور کرے گی تو کہے گی اچھا! میری فلاں فلاں سہیلیاں ہیں۔ فلاں نرس ہے اُس کے ساتھ میرے اچھے تعلقات ہیں تو میں ان کو کوئی لٹریچر دے دیتی ہوں۔ ان کو گھر پر دعوت پر بلا لیتی ہوں۔ اپنے امام صاحب کو یا کسی اور بزرگ سے درخواست کرتی ہوں کہ میں اپنی سہیلیوں کو یا اپنی مس وغیرہ کو دعوت پر بلانا چاہتی ہوں آپ اگر تشریف لا سکیں یا آپ کی بیگم میں یہ صلاحیت ہو کہ ان سے گفتگو کر سکیں تو وہ آ جائیں۔ یا پھر لجنہ سے درخواست کر سکتی ہے۔ غرضیکہ اس کے منصوبے کا آغاز ہو جائے گا۔ پھر آگے منصوبہ کیسے بڑھے اس سلسلہ میں جب میں یہ مضمون آگے بڑھاؤں گا تو اُس بچی کو جس کے متعلق میں سوچ رہا ہوں کہ وہ اس طرح کاغذ لے کر منصوبہ بنانے کے لئے بیٹھے گی اور چھوٹوں بڑوں سب کو کئی قسم کے اور خیالات، کئی قسم کے ایسے طریق معلوم ہوں گے جن کے ذریعہ وہ خدا کے فضل سے اپنے لئے ایک چھوٹا سا منصوبہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

منصوبوں کے سلسلہ میں سب سے پہلے دعاؤں کا منصوبہ بنانا چاہیئے بجائے اس کے کہ انسان یہ سوچے کہ میں اپنی سہیلیوں کو بلاؤں اور پھر کسی کو ڈھونڈھوں کہ اُن کو تبلیغ کر سکے یا اپنے دوستوں کو بلاؤں۔ سب سے پہلے خدا کو بلائیں کیونکہ خدا کی خاطر کام ہو رہے ہیں اور سب سے زیادہ معین اور مددگار تو اللہ ہے۔ اور جب تک خدا کا وجود ذہن پر غالب نہ رہے اور تبلیغ کے سلسلہ میں ہر وقت توجہ خدا کی طرف مبذول نہ ہو اس وقت تک کوئی تبلیغ بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے منصوبے میں سب سے پہلے دعائیں لکھیں۔ آپ نے نمازوں میں بہت سی دعائیں سنی ہوں گی۔ اگر روزمرہ توفیق نہیں ملتی تو جلسے کی نمازوں میں ہی سنی۔ پھر آپ دعاؤں والی آیات سنتے ہیں یا سنتی ہیں ہو سکتا ہے کہ اکثر کو اُن کے معانی نہ آتے ہوں اس لئے پتہ ہی نہ لگے کہ ہم کیا سُن رہے تھے اور ان دعاؤں میں کیا طاقتیں ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے خطبات میں بعض نیک لوگوں کی جو دعائیں بیان کی تھیں وہ آپ کی مدد کر سکتی ہیں۔ خطبات کا وہ سلسلہ جس میں عبادات میں جان ڈالنے کا مضمون چل رہا تھا اس میں صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے تابع نیک لوگوں کی دعائیں جو قرآن کریم میں درج ہیں جن پر خدا نے انعام فرمایا وہ بیان کی گئی ہیں۔ ان دعاؤں میں سے بہت سی ایسی دعائیں ہیں جن کا دعوت الی اللہ سے تعلق ہے۔ پس جب آپ دعا کا منصوبہ بنائیں تو سب سے پہلے اُن دعاؤں کی طرف دھیان جانا چاہیئے اور چونکہ یہ مضمون سورۃ فاتحہ سے شروع ہوا تھا اس لئے سب سے پہلی دعا جو آپ کے ذہن میں آنی چاہیئے وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا ہے۔ اب اس سے معاملہ اس حد تک آسان ہو گیا کہ یہ وہ دعا ہے جو اکثر احمدیوں کو آتی ہے یا آنی چاہیئے اور اس کے بغیر نہ نماز مکمل نہ کوئی اور نیک کام مکمل تو منصوبہ بناتے وقت جب ایک بچہ یا بچی جب سوچ رہے ہوں تو ان کو سوچنا چاہیئے کہ میں دعاؤں کا منصوبہ بنا رہی ہوں یا بنا رہا ہوں اور اگر مجھے بنیادی دعا سورۃ فاتحہ ہی یاد نہیں تو میں کام کو کیسے آگے چلاؤں پس ایسی صورت میں منصوبہ بنانے والا سب سے پہلے اپنے اوپر لازم کرے گا اور یہ لکھے گا کہ مجھے نماز پڑھنی چاہیئے۔ سورۃ فاتحہ کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے اور سورۃ فاتحہ میں جو مرکزی دعا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وہ دعا کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے لئے خاص طور پر یہ مضمون ذہن میں رکھتے ہوئے دعا مانگنی چاہیئے کہ اے خدا! میں تیری ہی عبادت کرتی ہوں یا کرتا ہوں یا جب لفظ ہم بولتے ہیں تو اس میں مذکر مؤنث کا سوال اٹھ جاتا ہے اس لئے میں ہم کے رنگ میں بات کروں گا۔ ہم جو عبادت کرتے ہیں یا کریں گے صرف تیری کرتے اور صرف تیری عبادت کریں گے۔ یہ فیصلہ ہے لیکن تیری توفیق کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ اس لئے اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اور ہمیشہ تجھ ہی سے مدد مانگتے رہیں گے۔ یہ بنیادی دعا کرنے کے بعد اس دعا کے ذریعہ مختلف مضامین میں دعائیں مانگی جا سکتی ہیں مثلاً ایک دعوت الی اللہ کرنے والا پھر دوبارہ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے یہ دعا مانگ سکتا ہے کہ اے خدا! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تیری ہی کریں گے اور ہم یہ ساری دنیا اسکے ساتھ شامل ہو اور یہ ہمارا ارادہ بن جائے کہ ہم دنیا سے غیر اللہ کی عبادت کو مٹانے کا عزم رکھتے ہیں۔ ہم بطور بنی نوع انسان جن کی نمائندگی میں کر رہا ہوں یا کر رہی ہوں، ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ اے خدا! تیرے سوا اب دنیا میں کسی اور کی عبادت نہیں ہوگی اور اس غرض کے لئے ہم جو کوشش کرنا چاہتے ہیں اس میں تیری مدد چاہیئے تو ہماری مدد فرما تا کہ ہم کامیابی کے ساتھ تیرا پیغام دنیا میں پھیلا سکیں اور تیری عبادت کو قائم کر سکیں۔ پس اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا جو روزانہ ہر نماز کی ہر رکعت میں خدا کا ہر بندہ خدا سے مانگتا ہی ہے اس دعا کو دعوت الی اللہ کی دعا کے لئے ظرف بنا دیں۔ وہ برتن بنا دیں جس میں آپ اللہ سے اللہ کے فضلوں کی بھیک مانگیں اور پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ان لوگوں کی دعائیں یاد کریں جن لوگوں نے خدا سے انعام پائے اور دعوت

الی اللہ کے سلسلہ میں انہوں نے عاجزانہ دعائیں کیں ایسی دعائیں کیں جن کو خدا نے اس حد تک پسند فرمایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وحی کے ذریعہ مطلع فرمایا کہ میرا یہ بندہ فلاں زمانے میں میری خاطر دعوت کے لئے نکلا تھا اور یہ دعا کرتا تھا۔ یہ اس لئے کیا تا کہ آپ کی امت ہمیشہ اُن دعاؤں سے فائدہ اٹھاتی رہے تو ایک دعوت الی اللہ کرنے والے کو عجیب یہ پتہ ہی نہ ہو کہ اس سے پہلے دعوت الی اللہ کرنے والوں نے خدا سے کس کس رنگ میں مدد مانگی تھی جو مقبول ہوئی جو خدا کو پسند آئی وہ کیسے اپنے لئے خدا تعالیٰ سے اچھے فیض کی توقع رکھ سکتا ہے۔ اس کے دل میں یہ جذبہ ہی نہیں پیدا ہوگا نہ ادھر سے جواب آئے گا۔ پس ان دعاؤں میں سے مثلاً حضرت موسیٰؑ کی دُعا ہے:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۙ وَیَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۪ (سورۃ طٰہٰ: آیات ۲۶ تا ۲۹)

ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کے لئے یہ دُعا ضروری ہے

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ اے اللہ! مجھے شرح صدر عطا فرما۔ شرح صدر کے مضمون میں لگن اور ولولہ بھی داخل ہے اور وہ کامل یقین بھی داخل ہے جو اپنے پیغام پر ایک انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اے خدا! میں جو بات کہوں اس کے متعلق میرا دل اپنی گہرائیوں تک مطمئن ہو کہ میں صحیح بات کر رہا ہوں اور درست بات کہہ رہا ہوں پوری طرح شرح صدر نصیب ہو اور اس مضمون میں میرے دل میں ایک ولولہ پیدا ہو کیونکہ جو بات یقین کی طرح، میخ کی طرح دل میں گڑ جاتی ہے اس سے لازماً ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں جہاں بڑے جوش کے ساتھ بنی نوع انسان کو پیغام دیئے ہیں وہاں آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ان مقامات پر واضح طور پر یہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسی سچائی ہے جس کے لئے میرے دل میں بے حد جوش پیدا ہوا ہے اور میں رُک نہیں سکتا۔ مجھے یہ اختیار نہیں ہے کہ میں اس موقعہ پر خاموش رہوں۔ پس شرح صدر یقین سے پیدا ہوتا ہے اور یقین کے نتیجہ میں بے انتہا جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ولولہ موجیں مارنے لگتا ہے۔ پس رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ کی دعا کرتے وقت آپ یہ مضمون ذہن میں رکھیں۔ وَیَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ اور میرا کام میرے لئے آسان فرما دے۔ اب دیکھیں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا مختلف لوگ مختلف علم رکھتے ہیں۔ مختلف طاقتیں رکھتے ہیں۔ مختلف ان کی صلاحیتیں ہیں اور ہر دعوت الی اللہ کرنے والا آغاز میں طبعاً ایک جھجک محسوس کرتا ہے اور اپنی لاعلمی اور بے بضاعتی کے احساس کے نتیجہ میں وہ سمجھتا ہے کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس میدان میں کوئی کامیابی حاصل کر سکوں تو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے یہ دعائیں ہمارے سامنے رکھیں کہ ان دعاؤں سے فائدہ اٹھاؤ اور ان دعاؤں میں یہ دعا شامل ہے جس میں حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ وَیَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ۔ اے خدا میرا کام بہت مشکل ہے میرے بس کی بات نہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے جابر بادشاہ کو پیغام ہدایت دینے کے لئے تُو نے مجھے چُنا ہے اور مجھے ارشاد ہے کہ میں جا کر اپنی اس کمزوری کے باوجود جو میں محسوس کر رہا ہوں اس کو یہ پیغام دوں اور اس عظیم مقصد کو حاصل کروں۔ فرمایا۔ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ۔ میرا یہ معاملہ آسان فرما دے۔ اس دعا کے ساتھ بڑے بڑے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں اور آسان ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ اور روزمرہ کی زندگی میں جن دعوت الی اللہ کرنے والوں نے یہ دعائیں کی ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے ان کے نتیجہ میں مشکلوں کو آسان فرما دیتا ہے۔ کئی دعوت الی اللہ کرنے والے ایسے ہیں جنہوں نے اس مضمون کی دعا کے ساتھ اپنے

واقعات لکھے ہیں کہ اس طرح ایک موقعہ پر ہم تبلیغی گفتگو کے دوران سخت مشکل میں پھنس گئے اس وقت ذہن اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوا اور دعا کی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر وہ مشکل حل فرما دی اور اس مشکل کام کو آسان فرما دیا اور مخالف کو خدا

کے فضل سے شکست کھانی پڑی۔ پس یہ دعائیں بہت طاقتور دعائیں ہیں یہ وہ روحانی ہتھیار ہیں جن کے بغیر کوئی داعی الی اللہ میدان میں نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اس پر وہی بات صادق آئے گی کہ۔

؎ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

کیسی لڑائی کو نکلو گے جبکہ وہ ہتھیار آپ کے پاس نہ ہوں جو آزمودہ ہتھیار ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے خود آپ کے لئے مہیا فرما دیا ہے یہ کہتے ہوئے کہ پہلے بھی بڑے لوگوں نے یہ ہتھیار استعمال کئے تھے اور کامیابی سے استعمال کئے تھے۔ آؤ اور میرے اسلحہ خانے سے یہ ہتھیار لو اور ان ہتھیاروں سے سج دھج کر پھر میدان میں نکلو۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ۔ اے خدا! میری زبان کی گانٹھ کھول دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ آتا ہے کہ آپ کو لکنت تھی اور لکنت کے نتیجہ میں وہ سمجھتے تھے کہ میں پیغام صحیح پہنچا نہیں سکوں گا لیکن حضرت موسیٰؑ کی اس بشری کمزوری تک اس دُعا کو محدود رکھنا درست نہیں ہے کیونکہ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ میں بغیر لکنت کے بات کر سکوں۔ مراد یہ ہے کہ مجھے فصیح و بلیغ کلام کی قدرت عطا فرما۔ میں جو مضمون بیان کروں کسی مضمون کے بیان کے وقت میری زبان میں گانٹھ نہ پڑے۔ کوئی تردد نہ آئے پس یہ تبلیغی میدان میں گفتگو کے وقت فصاحت و بلاغت مانگنے کی عجیب دعا ہے۔ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ۔ دیکھیں کیسی نیک انجام دُعا ہے کسی پہلو کو خالی نہیں چھوڑتی۔ پھر عرض کیا کہ اے خدا! میری فصاحت و بلاغت کس کام کی اگر دشمن میری بات سمجھے ہی نہ۔ ایسی فصاحت و بلاغت عطا فرما کہ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ کہ میرے مخاطب میری باتوں کو سمجھنا شروع کر دیں۔ پھر اگر وہ انکار کریں گے تو اُن پر حجت تمام ہو چکی ہوگی۔ پھر خدا کی تقدیر حرکت میں آئے گی۔ پس فرعون اور اس کے ساتھیوں کا غرق اس دعا کے نتیجہ میں حجت تمام ہونے کے بعد ہوا ہے۔ لاعلمی کی حالت میں اُن سے یہ سلوک نہیں کیا گیا۔ پس بہت عظیم الشان دعا ہے اور بہت گہرے مطالب رکھتی ہے پس جو بھی دعوت الی اللہ کا منصوبہ بنانے کے لئے بیٹھے وہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سورۂ فاتحہ کے مضمون کو ذہن میں رکھے۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی آیت پہلے لکھے۔ پھر سوچے کہ اس آیت کے تابع اور کون سی آیات قرآنی ہیں جو میرے کام میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں ان میں سے یہ آیت جیسا کہ میں نے چن کر پیش کی ہے یہ بھی شامل کرے پھر وہ دُعا ہے۔ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ (سورۃ البقرہ: آیت ۲۵۱) کہ اے ہمارے رب! اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا ہم پر اپنے فضل سے صبر نازل فرما دے

افرغ کی دُعا میں ایک بہت ہی لطیف بات

یہ ہے کہ صبر کرنا مشکل ہوتا ہے اور اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا کا مطلب ہے کہ صبر کو ہمارے لئے آسان فرما دے صبر میں ہمیں شرح صدر عطا فرما ایسے صبر کی طاقت عطا فرما جس سے طبیعت میں فراغت کا احساس ہو اور کھلے دل سے صبر کریں ورنہ بعض ایسے صبر کرنے والے بھی ہوتے ہیں جو واویلا بھی کرتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں صبر آگیا اور ساتھ ان کا دل بھی غم میں گھلتا رہتا ہے تو اَفْرِغْ کی دُعا بہت ہی عظیم الشان دعا ہے۔ اس راہ میں تکلیفیں آئیں گی۔ یہ بھی اس دُعا کا پیغام ہے اس دُعا سے دعوت الی اللہ کرنے والے کو یہ تنبیہ بھی ہو جاتی ہے کہ جو کام ہے اس راہ میں مشکلات ہوں گی، دل آزاریاں ہوں گی، طرح طرح کے دکھ دیئے جائیں گے۔ عزتوں پر حملہ کیا جائے گا۔ جان مال پر بھی حملہ ممکن ہے۔ پس یہ راستہ بہت مشکل راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد کے بغیر اس راستے کا طے کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے تو یہ دُعا سکھائی۔ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا۔ اے خدا وہ صبر دے جو دل میں کشائش پیدا کر دے۔ دل میں ایک اطمینان کا احساس بھی پیدا کر دے کہ ہم اس صبر سے خوب راضی ہو

جائیں۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور اس راہ میں ہمارے قدموں کو مضبوط کر اب دیکھیے اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا کے ساتھ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا کا گہرا تعلق ہے۔ وہ صبر جو طلب کیا اس طرح اختیار کیا جائے کہ انسان اس صبر پر راضی نہ ہو۔ اس کے نتیجہ میں اس کو جدوجہد کی طاقت نصیب نہیں ہو سکتی وہ صبر طاقت بخشتا ہے جس کے ساتھ شرح صدر عطا ہو۔ جو کچھ کسی نے انسان سے کرنا ہے کر گزرے۔ ہر قسم کے دکھوں میں مبتلا ہونے کے بعد خدا کی خاطر اس کو کھلے دل کے ساتھ صبر نصیب ہو جائے۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اب ٹھیک ہے۔ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب تو میں سب کچھ، اپنی ساری طاقتیں اس راہ میں جھونک دوں گا اور کسی منزل پر میرے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ یہ وہ آرزو ہے جو اس دعا کی صورت میں مانگی گئی ہے۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا۔ ہمارے قدموں کو مضبوط فرما دے۔ وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ اور ہماری یہ جدوجہد رائیگاں نہ جائے۔ وہ جدوجہد جس کا آغاز یکطرفہ مظالم سے شروع ہوا۔ مدمقابل نے نصیحت ماننے کی بجائے ہمیں دکھ دیئے۔ یہاں تک کہ ہمیں تجھ سے صبر کی التجا کرنی پڑی۔ اس کا انجام یہ کر کہ ہمیں فتح نصیب فرما اور ہمیں دکھ دینے والے مغلوب ہو جائیں۔

اب یہ وہ دعا ہے کہ اگر یہ بھی منصوبے میں داخل ہو تو دیکھیں کیسے کیسے لطف دے گی اور کتنی عظیم طاقتیں آپ کو عطا کرے گی اور دعا مانگتے وقت آپ کے حوصلے بڑھیں گے۔ آپ کا یقین بڑھے گا۔ اور عزم میں مضبوطی پیدا ہو گی کیونکہ ثبت اقدامنا کی دعا اگر قبول ہو تو عزم کی مضبوطی اس میں شامل ہے۔ جن کے عزم مضبوط نہ ہوں اُس کے قدم بھی مضبوط نہیں ہو سکتے۔ پس یہ اور بہت سی اور دعائیں ہیں۔ میں اس وقت دعاؤں کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف یہ سمجھا رہا ہوں کہ آپ منصوبہ کیسے بنائیں گے۔ ہر منصوبہ بنانے والا پہلے دعاؤں کا منصوبہ بنائے اور دعاؤں کا منصوبہ بناتے وقت یاد رکھے کہ عبادت کا قیام ضروری ہے۔ عبادت کے قیام کے بغیر اور نیک اعمال کے بغیر دعاؤں کو رفعت عطا نہیں ہوتی۔ کسی کلمہ کو بلندی نصیب نہیں ہوتی تو منصوبہ بناتے وقت انسان سوچتا بھی رہے۔ اپنے نفس کا محاسبہ بھی کرتا رہے اور اگر نیک ارادے کے ساتھ، عزم صمیم کے ساتھ منصوبہ کے لئے بیٹھتا ہے تو لازماً منصوبہ بناتے وقت کی جو فکریں ہیں وہ اس کے دل پر نیک اثر ڈالیں گی اور بہت سی پاک تبدیلیاں اس کے اندر پیدا کریں گی۔ بہرحال دعاؤں کے مضمون میں ایک اور بات کو بھی داخل کر لیں کہ منصوبہ بناتے وقت یہ بھی فیصلہ کریں کہ جن لوگوں کو میں یا ہم تبلیغ کریں گے ان کے لئے بھی دعائیں کیا کریں گے اور اپنی دعاؤں کی طاقت کے کرشمے ان کو دکھائیں گے اور ان کو بتائیں گے کہ جس خدا کی طرف سے ہم آ رہے ہیں، اور جس خدا کی طرف بلانے کے لئے تمہیں دعوت دے رہے ہیں اس خدا سے ہمارا تعلق ہے اور وہ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے پس ہم خدا کے رستے سے آ رہے ہیں، اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہم تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور تم پر ہمارا خدا سے تعلق ثابت کر دیتا ہے۔

سب دلیلوں سے بڑی دلیل دعا کی دلیل ہے

اور مقبول دُعا کی دلیل ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغی ہتھیاروں میں سب سے بڑی فوقیت دعا کو دی اور اپنی صداقت کے نشانوں کے طور پر سب سے زیادہ (مشہور) دعاؤں کو پیش فرمایا۔ ایسی کتابیں تحریر فرمائیں جیسے حقیقۃ الوحی۔ نشانِ آسمانی وغیرہ۔ جن میں کثرت سے ان دعاؤں کا ذکر ہے جن کی قبولیت کے خدا نے ظاہر و باہر نشان دکھائے اور بہت احمدی ہیں جن کے آباء و اجداد ان مقبول دعاؤں کو دیکھ کر احمدی ہوئے تھے۔ شاید ہی آج احمدیت میں کوئی ایسا گھر ہو جن کے آباؤ اجداد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں احمدی ہوئے ہوں اور ان کی احمدیت میں دعاؤں کا دخل نہ ہو۔ انہوں نے اپنی دعاؤں کا دخل دیکھا یا حضرت مسیح موعود کے بزرگ صحابہ کی دعاؤں کا دخل ہے یا انہوں نے براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا فیض پایا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو قبول ہوتے دیکھا ہے اور اس سے مرعوب ہو کر انہوں نے احمدیت کی سچائی کو قبول

کیا۔ پس سارے دلائل ایک طرف اور مقبول دعائیں ایک طرف۔ اس کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اب کثرت سے یہ رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ مختلف ممالک سے مجھے خط لکھتے ہیں کہ میں عیسائی ہوں۔ میں ہندو ہوں میں سکھ ہوں یا میں فلاں ہوں یا میں مسلمان ہوں لیکن احمدی نہیں لیکن آپ کی مقبول دعا کے بعض واقعات میں نے سنے ہیں۔ بعض احمدیوں نے مجھے بتائے ہیں اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے اس معاملہ میں دعا کریں اور پھر بسا اوقات ان کا ایک خط آتا ہے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ یا اگر وہ بھگوان کہتا ہے تو بھگوان کی کرپا سے وہ کام جو بظاہر ممکن نہیں تھا وہ ہو گیا ہے اور میرے فلاں فلاں دوست نے بھی دعا کے لئے کہا ہے اور فلاں نے بھی کہا ہے گویا کہ دعا کروانے والوں کا سلسلہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ بعض دفعہ لڑکوں کے لئے دعا مانگنے کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ اس میں میں شرط لگاتا ہوں کہ دعا کے لئے شرط تو کوئی نہیں ہوا کرتی مگر میں اپنی دل کی مجبوری سے یہ شرط لگاتا ہوں کہ لڑکے کو موحد بناؤ گے۔ مشرک نہیں بناؤ گے۔ ایک خدا کی عبادت کرنے والا بناؤ گے کیونکہ اگر میں یہ شرط نہ لگاؤں تو وہ نعوذ باللہ مجھے خدائی طاقتوں والا سمجھنے لگ جائیں گے اور دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جس کے لئے دعا کرے اس کو توحید پر قائم رکھے۔ اس کا سر اپنے سامنے نہ جھکائے بلکہ اس خدا کے سامنے جھکائے جس کی طرف سے اور جس سے گریہ و زاری کے ساتھ وہ فیض مانگتے ہوئے اُس کے لئے دعا کر رہا ہے اور اللہ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی بھی توفیق ملی۔ یہاں ایک بنگالی دوست ہیں۔ ان کی بیوی بھی تعلیم یافتہ ہیں۔ پڑھتے ہیں۔ وہ ایک دفعہ اپنی بیماری کے سلسلہ میں آئے اور پھر ہومیو پیتھک دواؤں سے تو توجہ ہٹ گئی لیکن دعاؤں کی طرف زیادہ ہو گئی اور سب سے زیادہ دعاؤں کے لئے کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ ان کی بہت سی مرادیں پوری ہوئیں۔ اب وہ کل باوجود اس کے کہ وقت نہیں لیا ہوا تھا، پہنچے کہ میں نے ضرور ملنا ہے۔ ساقی صاحب نے مجھے کہا کہ وہ تو بڑا زور دے رہے ہیں۔ میں نے کہا بلا لیں ان کو۔ جب ملے تو کہنے لگے کہ ہم تو سب ٹھیک ہیں لیکن میری بیوی کی ایک دوست ہیں ان کو بڑا سخت ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور وہ اس وقت بہت ہی خطرناک حالت میں ہسپتال میں ہیں۔ وہ چونکہ میری بیوی سے آپ کے متعلق سنتی رہتی تھی اس لئے اُس نے مجھے اصرار کے ساتھ بھجوایا ہے کہ فوری طور پر جاؤ ان کو دعا کے لئے کہو تب مجھے چین آئے گا۔ پس دعا کا معجزہ ایک زندہ معجزہ ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس کا تعلق صرف خلیفہ وقت سے نہیں ہے بلکہ ہر اُس شخص سے ہے جو خلافت احمدیہ سے خلوص کا تعلق باندھتا ہے اور اس رابطے سے وہ اپنے تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بھی مضبوط کرتا ہے اور آخری مقصد اس تعلق کا اللہ کو راضی کرنا ہے۔ یہ وہ توحید ہے جس پر قائم ہونے کے نتیجہ میں دعاؤں کو برکت ملتی ہے۔ مقبولیت کا فیض عطا ہوتا ہے اور ان دعاؤں کے فیض سے آپ جگہ جگہ دیکھیں گے کہ لوگ احمدیت کی صداقت کے قائل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ دعاؤں کے مضمون میں دعوت الی اللہ کرنے والے پوری طرح استفادہ نہیں کر رہے۔ بعض دعوت الی اللہ کرنے والے دعا کی طرف متوجہ تو ہیں لیکن سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد صرف اتنا ہے کہ مجھے لکھ دیں کہ میں ان کے لئے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو پھل لگائے یا خود اپنی کوششوں کو پھل لگانے کے لئے خدا سے دعا مانگتے رہیں۔ اس سے انکار نہیں کہ یہ درست طریق ہے لیکن صرف یہی طریق نہیں ہے بلکہ دعا ایک ایسا زندہ درخت ہے جو ہر موسم میں ہر حال میں اعجاز کا پھل دکھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی جیسا کہ حضرت مسیح کے متعلق ایک روایت ملتی ہے۔ یہ ایک شہادت ہے کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو اُس وقت بچے تھے اور آپ کے ساتھ غالباً بہشتی مقبرہ کے باغ میں جا رہے ہیں ایک ایسے پھل کی درخواست کی جس کا موسم نہیں تھا اور آپ نے دعا کے ساتھ درخت کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہ پھل ان کو دے دیا کہ یہ لو۔ خدا تعالیٰ نے تمہارا پھل عطا فرمایا ہے۔ اگر یہ روایت کرنے والے صادق نہ ہوتے تو اس

واقعہ کو قبول کرنا بہت مشکل ہوتا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے حالات سے ہم سب لوگ واقف ہیں اور روایت کرنے والوں کے متعلق ہزار ہا گواہیاں ہیں کہ ان کو جھوٹ سے کوئی دور کا بھی علاقہ نہیں تھا۔ اس لئے ان باتوں پر یقین کرنا پڑتا ہے جن کے متعلق جب تاریخ بتاتی ہے تو یقین نہیں آتا۔

پس دعائیں یہ بہت بڑی طاقت ہے کہ وہ اعجازی پھل عطا کرتی ہے۔ اس یقین کے ساتھ آپ ان لوگوں کے لئے دعا کریں جن کو آپ تبلیغ کرتے ہیں اور ان کے لئے صرف احمدیت کی دعا نہ کریں کیونکہ احمدیت کی دعا میں ان کی تمنائیں ساتھ شامل نہیں ہیں۔ ان کے لئے وہ دعا کریں تب دعا کا فیض وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ان کی دل کی تمنائیں پوری ہوں تب ان کو یقین آئے گا۔ ایک بیمار ہے جو حالت نزع تک پہنچا ہوا ہے۔ کئی ایسے مریض ہیں جن کے متعلق ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں۔ کئی ایسے مصائب ہیں جن میں انسان پھنس کر نجات کی کوئی راہ نہیں پاتا اور گھیرے میں آجاتا ہے کئی ایسی تکلیفیں ہیں جو قریبیوں سے پہنچتی ہیں۔ کئی ایسی تکلیفیں ہیں جو دشمنوں سے پہنچتی ہیں۔ کئی ایسی تکلیفیں ہیں جو دشمنوں سے پہنچتی ہیں۔ انسان کو سو قسم کے آزار ہیں اور ہر انسان جو بظاہر کچھ بھی دکھائی دیتا ہے اسکو کوئی نہ کوئی فکر ضرور ہوتی ہے پس دعوت الی اللہ کرنے والے کو اپنے منصوبے میں یہ بات لکھ لینی چاہئیے کہ میں انبیاء کی زبان میں بھی دعائیں مانگوں گا اور دعا کیلئے دوسروں کو بھی کہوں گا۔ اپنے لئے بھی دعا کروں گا کہ میں خدا تعالیٰ سے اعجازی نشان مانگوں گا کہ جن لوگوں کو میں تبلیغ کرتا ہوں ان کو میری دعا سے زیادہ فوائد بھی حاصل ہوں۔ مادی فوائد بھی عطا ہوں تاکہ ان کا دل اس یقین سے بھر جائے کہ یہ شخص جو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے یہ گھر سے آنے والا ہے۔ کوئی دور کی آواز نہیں ہے بلکہ گھر کے اندر سے اٹھنے والی آواز ہے۔ اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے جب یہ منزل طے ہو جائے تو پھر دوسری روک رستے سے اٹھا دی جاتی ہے اس کے نتیجہ میں ضروری نہیں کہ ایک انسان حق کو قبول کر لے لیکن جس شخص کی دعاؤں کا فیض کوئی پاتا ہے اس کے لئے دل میں ایک ملائمت پیدا ہو جاتی ہے۔ نرم نرم گوشے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی بات کو ادب اور احترام سے سنتا ہے اور بے وجہ کی بحث بازیوں میں مبتلا ہو کر اس کے پیش کردہ دلائل کو رد نہیں کیا کرتا بلکہ ان کو بہت ہی ادب اور احترام سے اس خواہش کے ساتھ سنتا ہے کہ میرے دل میں جاگزیں ہو میں بات سمجھ جاؤں چنانچہ میرا یہ بھی تجربہ ہے کہ بسا اوقات ایسے لوگ کچھ دیر کے بعد اس دعا کی بھی درخواست شروع کر دیتے ہیں کہ دعا کریں ہمیں ہدایت نصیب ہو۔ دعا کریں ہمیں توفیق ملے کہ ہم آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور یہ سلسلہ بعض دفعہ اتنی تیزی سے بڑھتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ قادیان کے اس سفر میں ایک سکھ خاندان سے رستہ چلتے تھوڑا سا تعلق قائم ہوا اور وہ اتنی تیزی سے بڑھا کہ پہلے تو انہوں نے اپنے بچوں کے لئے اپنی مشکلات کے لئے دعا کا کہنا شروع کیا۔ پھر ایک دفعہ ملنے آئے کہ میں نے ضرور ملنا ہے ان کو میں نے وقت دیا تو مجھے کہا کہ میرے لئے اب یہ دعا کریں کہ اللہ مجھے ہدایت دے۔ میں نے کہا: ہاں ہاں میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں تو کہا کہ نہیں نہیں۔ آپ بات نہیں سمجھے مطلب یہ ہے مجھے طاقت دے کہ میں آپ کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ اب یہ جو باتیں ہیں یہ دعا کے کرشمے ہیں اور دعوت الی اللہ کے لئے سب سے زیادہ ضروری دعا ہے۔ باقی باتیں میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔ میں نے آج اس مضمون کو بہت کھول کر آپ پر روشن کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی فرمایا کہ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ۔ بعض معاملات وہ خوب کھول کھول کر بیان کرتا ہے کیونکہ بعض ایسے اسباب ہیں جو نظر سے مخفی ہوتے ہیں جیسے وہ عمود جن پر ساری کائنات اٹھائی گئی ہے دکھائی نہیں دیتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کھول کھول کر بیان نہ کرے تو لوگوں کو پتہ بھی نہ لگے کہ ایسے عمود موجود ہیں جیسے دعا کا عمل بھی ان عمود میں سے ہے جو سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ ساری کائنات کو یہ عمود اٹھا سکتا ہے مگر لوگوں کو نظر نہیں آ رہا ہوتا پس اس آیت کریمہ سے نصیحت پاتے ہوئے میں نے بھی اس مضمون کو آج خوب کھول کر آپ کے سامنے رکھا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اپنے لئے منصوبہ بنانے والا اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرے گا۔ ☆

"سید الشہور" رمضان المبارک کی تاریخی اہمیت

مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ احمدیہ آسام

رمضان اپنی فضیلت کی وجہ سے سید الشہور یعنی مہینوں کا سردار کہلاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین) رمضان المبارک بڑی برکتوں اور فضیلتوں والا مہینہ ہے۔ اس بابرکت مہینے میں رحمتوں کی بارشیں ہوتی ہیں نیک کاموں کا بے شمار ثواب ملتا ہے اور رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔

نزول قرآن مجید:۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آقا نامدار حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا ۳۵ سال کی عمر کے بعد چند سالوں سے یہ معمول ہو چکا تھا کہ آپ رمضان المبارک کا مہینہ غار حرا میں اعتکاف اور عبادت میں گزارتے تھے۔ غار حرا مکہ معظمہ کے شمال مشرق میں تین میل کے فاصلہ پر جبل نور میں واقع ہے اس پہاڑ کا نام قدیم صحیفوں اور عبرانی زبان میں فاران آیا ہے یہ غار چار گز لمبی اور پونے دو گز چوڑی ہے۔ اس میں آدمی کھڑا ہو کر بآسانی عبادت کر سکتا ہے اور پاؤں پھیلا کر لیٹ بھی سکتا ہے حسن اتفاق سے یہ غار قدرتی طور پر قبلہ رُخ بھی ہے۔ رمضان کا پورا مہینہ حضور نبی پاکؐ اسی غار میں گزارتے تھے جب آپ کی عمر ۴۰ سال کی ہو چکی تھی تو ایک رات حسب معمول آپ عبادت میں مشغول تھے کہ فرشتہ جبریل وحی لے کر حاضر ہوئے یہ وحی سورہ اقراء کی پہلی پانچ آیات پر مشتمل تھی۔ اللہ پاک نے باقاعدہ قرآن کریم میں ہی نزول کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ قرآن کریم ماہ رمضان میں اور شب قدر کے اندر نازل ہوا ہے

نزول صحف سابقہ:۔ رمضان المبارک کو نزول وحی سے خصوصی تعلق ہے چنانچہ قرآن پاک سے پہلے جو کتابیں بھی نازل ہوئیں وہ بھی معتبر تحقیقات کے مطابق اسی ماہ مقدس میں نازل ہوئیں۔ (ملاحظہ ہو کشاف زمخشری تفسیر بیضاوی)

بعثت نبوی:۔ غار حراء میں شاہ دوجہاں کی مقدس ذات پر وحی اور قرآن کا نازل ہونا آپ کی نبوت کا اعلان تھا۔ اور اس نزول وحی کی ابتداء رمضان المبارک میں ہوئی اسی طرح آپ کی بعثت بھی ماہ رمضان میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال کی تھی جیسا کہ ایک عربی شاعر نے بھی کہا ہے ؎

وانت علیہ اربعون فاشرقت
شمس النبوۃ منہ فی رمضان

ترجمہ:۔ آپؐ چالیس سال کے ہوئے تو ماہ رمضان میں آپؐ سے نبوت کا آفتاب جلوہ گر ہوا۔ رسول پاکؐ کے اولین سیرت نگار علامہ محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ آپؐ کو منصب نبوت ۱۷ رمضان کو عطا ہوا

وفات خدیجۃ الکبریٰؓ:۔ خاتم النبیین حضور نبی پاکؐ کی بعثت کا دسواں سال تھا رسول پاکؐ کو تین سال کے تکلیف دہ مقاطعہ کے بعد شعب ابی طالب سے آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور ابھی چین کا کوئی سانس بھی نہ لینے پائے تھے کہ آپ کو دو اور صدموں سے دوچار ہونا پڑا یعنی حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ کے یکے بعد دیگرے وفات تھی۔ دونوں حضرات کے اس جہان فانی سے رحلت کر جانے سے رسول خدا اور مسلمانوں پر مصیبت اور غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا یہی وجہ ہے کہ اس سال کا نام ہی عام الحزن (غم کا سال) پڑ گیا۔ حضرت خدیجہ کی وفات بقول ابو ریحان البیرونی ۱۰ رمضان کو ہوئی۔

غزوہ بدر:۔ ہجرت کا دوسرا سال اور رمضان کا مہینہ تھا اور مسلمان پہلی بار روزے رکھ رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ قریش مکہ کا ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ تب رسول اللہؐ نے اپنے اصحابؓ کو جمع کیا اور مختصر سا لشکر لے کر ۱۲ رمضان کو مقابلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ بدر کے مقام پر دونوں لشکر اکٹھے ہوئے اور ۱۷ رمضان کو بروز جمعہ دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ حق و باطل کی یہ پہلی معرکہ آرائی تھی۔

فتح مکہ:۔ فتح مکہ کا عظیم الشان واقعہ ۱۹ رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء کو پیش آیا اسی روز آپ نے اپنے اور صحابہ کے تمام جانی دشمنوں کو معاف فرما دیا۔

شہادت حضرت علیؓ:۔ خلیفہ رسول حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی شہادت بھی ماہ رمضان میں واقع ہوئی اور آپ کا قتل خوارج کی سازش کا نتیجہ تھا۔ ۱۹ رمضان کی فجر کو جب نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں پہنچے تو ابن ملجم نامی زہر آلود تلوار سے حملہ آور ہوا۔

قسط نمبر ۲

نظامِ جہانِ نو (NEW WORLD ORDER) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی سے وابستہ ہے

قرآن کریم کا ایک عظیم چیلنج

از:- مکرم ابو عثمان [illegible] صاحب

قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے آدم و ابلیس کے تمثیلی بیان میں وحی ہدایت نازل فرما کر حضرت آدمؑ کے ذریعہ زمین پر روحانی نظام کو "جنّتِ ارضی" قرار دیتے ہوئے حضرت آدمؑ بمع ابنائے آدم کو "شجرہ ممنوعہ" کے قریب جانے سے منع فرمایا ہے۔ وہاں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ

وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۔ (الاعراف: ۲۱)

ترجمہ:۔ اور کہا (شیطان نے) اس درخت سے تمہارے رب نے تم کو صرف اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا تم دونوں ہمیشہ کی زندگی نہ پالو۔

ان آیات کے مطابق ابلیس شیطان نے عالم الغیب والشہادۃ خدا تعالیٰ سے بالمقابل بزعم خویش نعوذ باللہ گویا عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے آدمؑ اور ان کے ساتھی یعنی آپ کی ذریت یا پیروؤں کو حضرت آدمؑ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے جاری کردہ روحانی نظام سے انحراف کرنے کیلئے انہیں ورغلایا اور کہا کہ وہ شجرۂ ممنوعہ کے قریب جائیں گے تو (۱) فرشتے بن جائیں گے۔ اور ہمیشہ کی زندگی پالیں گے۔ جس کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ یہاں شجرۂ ممنوعہ سے مراد کیا ہے کہ جس کے قریب جانے سے آدمؑ اور ابنائے آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے روکا تھا۔ تاکہ وہ ہمیشہ جنّت کے وارث بنے رہیں۔

چنانچہ عربی لغت کے مطابق شجر جو بنیادی طور پر اس چیز کو کہتے ہیں جو مجتمع ہو کر کسی وجہ سے متفرق و منتشر ہو جائے۔ درخت کو شجر اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جڑ اور تنے کی حد تک مجتمع ہوتا ہے اور اس کے بعد مختلف شاخوں میں بٹ جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء: ۶۶) کے معنی ہیں باہم اختلاف کی وجہ سے آپس میں جھگڑنا۔ تفرقہ پیدا کرنا۔

قرآن کریم میں نوعِ انسان کی ابتدائی زندگی اور اس کے بعد کے اختلاف کے متعلق سورۃ یونس میں ارشاد الٰہی ہے کہ شروع میں تمام نوع انسان اُمّتِ واحدہ یعنی ایک عالمگیر برادری تھی۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے باہمی اختلاف کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے (سورۃ یونس ۲۰) اور قرآن کریم میں اسی زمانہ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے انہیں پھر سے اُمّتِ واحدہ بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمانی سلسلۂ رشد و ہدایت جاری فرمایا (البقرہ: ۲۱۴)

پس اس سے شاجرت کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے جس کے قریب جانے سے آدمؑ کو منع فرمایا تھا۔ یعنی فرمایا یہ گیا تھا کہ تم ایک عالمگیر برادری بن کر آپس میں اختلاف نہ کرنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جانا۔ کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو یاد رکھو کہ آدمؑ کے ذریعہ زمین پر قائم کردہ جنّتی زندگی کا سارا نقشہ درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ نہیں کہ فی الحقیقت جنّت میں کوئی حقیقی درخت تھا جو کہ بُرا تھا کہ جس کے قریب جانے سے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور ابنائے آدمؑ کو منع فرمایا تھا۔

قرآن کریم میں مذکورہ آدم و ابلیس کے تمثیلی قصہ میں شجرۂ ممنوعہ سے مراد ایسے بُرے اعمال ہیں جن کو بجا لا کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنّت سے محروم رہ جاتا ہے جس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اس شجرۂ ممنوعہ کے قریب آدمؑ اور ابنائے آدم کے جانے کی صورت میں حقیقی جنّت (یعنی اعمال صالحہ بجا لانے والے مومنوں کا اگلے جہان میں مقام) مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ جنّت تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ ان پر اپنی وحیٔ ہدایت نازل فرما کر زمین پر ایک روحانی نظام کی صورت میں قائم فرمائی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ اگر اس وقت کے انسان حضرت آدمؑ کی اتباع کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ اس روحانی نظام کے تابع رہیں گے اور اس کی حدود پھلانگ کر فتنہ و فساد جنگ و جدل اور باہمی منافقت و اختلافات سے اجتناب کریں گے تو وہ اس دنیا میں ہی گویا ایک جنّتی معاشرہ میں محفوظ و مامون رہیں گے۔ بصورتِ دیگر وہ فتنہ و فساد میں برباد ہو جائیں گے جیسا کہ اس ضمن میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرہ ۳۷ تا ۴۰)

ترجمہ:۔ مگر (اس کے بعد یوں ہوا کہ) شیطان نے اس (درخت) کے ذریعہ سے ان دونوں کو ان کے مقام سے ہٹا دیا اور (اس طرح) اس نے انہیں اس (حالت) سے جس میں وہ تھے نکال دیا۔ اور ہم نے انہیں کہا (کہ یہاں سے) نکل جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں (اور یاد رکھو کہ) تمہارے لئے ایک (مقررہ) وقت تک اس زمین میں جائے رہائش اور سامانِ معیشت (مقدر) ہے۔ [illegible] آدم نے اپنے رب سے کچھ (دعائیہ) کلمات سیکھے (اور ان کے مطابق دعا کی) تو وہ اس کی طرف رحم و فضل کے ساتھ متوجہ ہوا۔ (یقیناً وہ اپنے بندوں کی معصیت کے وقت بہت ہی توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (تب) ہم نے کہا جاؤ سب کے سب اس میں سے نکل جاؤ (اور یاد رکھو کہ) اگر پھر کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے۔ انہیں نہ کوئی (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (سابقہ کوتاہی پر) غمگین ہوں گے اور جو (لوگ) کفر کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے۔ وہ ضرور دوزخ میں پڑنے والے ہیں وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس جنّت کا یہاں ذکر فرما رہا ہے جس میں آدم اور اس کی ذریت اور شیطان اور اس کی ذریت یا پیرو ہر دو نوع کی مخلوق الٰہی موجود تھی۔ [illegible] جنّت حقیقی جنّت نہیں تھی جو [illegible] جہان میں مومنوں کا ٹھکانہ ہوگی۔ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ حقیقی جنّت تھی تو نہ صرف اس میں "شجرۂ ممنوعہ" کا وجود ہو سکتا ہے جس کے قریب جانے سے اللہ تعالیٰ نے آدم اور اس کی ذریت کو منع فرمایا تھا۔ بلکہ اس میں شیطان کا [illegible] ہونا عقلاً و نقلاً محال ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محولہ بالا آیات میں فرمایا ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا الخ (یعنی سب کے سب اس جنّت میں سے نکل جاؤ) جس میں آدم اور اس کی ذریت اور شیطان اور اس کے پیرو شامل ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان آیات میں جن شیطانوں کا ذکر ہے۔ وہ انسان ہی تھے جنہیں یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے سے دشمنی اور اختلاف اور لہو و لعب کرتے رہیں گے اور یہ بات بدیہی طور پر ثابت ہے کہ [illegible]

حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ ہمیں دُنیا میں انسان ہی نظر آتے ہیں۔ شیطان تو ہمیں نظر نہیں آتے۔ جس سے ثابت ہوا کہ شیطان وہ انسان تھے جو خلافتِ آدمؑ کے انکاری تھے جن کا نمائندہ یا سربراہ ابلیس شیطان تھا۔

پس آدم و ابلیس کے تمثیلی واقعہ کے مطابق انہوں نے ابلیس شیطان کی پیروی کرتے ہوئے آدم کو سجدۂ اطاعت کرنے سے انکار کر دیا اور شیطان کے دھوکے اور وسوسہ کا شکار ہو گئے (نا سمولے ان کے جنہوں نے آدم کی پیروی کرتے ہوئے توبہ و استغفار کی) ان کے متعلق یہ خبر فرمایا ہے کہ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا الخ یعنی تم سب کے سب اس جنت سے نکل جاؤ اس میں اللہ تعالےٰ نے خلافتِ آدم کے مخالفین کی گری ہوئی حالت کو بیان فرمایا ہے۔

جب لفظ ھبوط انسان کے لئے بولا جاتا ہے تو اس میں استخفاف اور حقارت پائی جاتی ہے۔ بخلاف لفظ انزال (الافعال) کے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بہت سے موقعوں پر باشرف چیزوں کے لئے استعمال کیا ہے۔ جیسے ملائکہ، قرآن، بارش وغیرہ اور جہاں کسی چیز کے حقیر ہونے پر تنبیہ مقصود ہے وہاں لفظ ھبوط استعمال کیا ہے۔

(مفردات القرآن زیر مادہ ھ ب ط)

اسی طرح المنجد میں انسانوں کے نسبت اس لفظ کے معانی صاحب المنجد نے یہ بھی لکھے ہیں کہ ھَبَطَ فُلَانًا کسی کو مارنا۔ ھَبَطَ الثمن قیمت کا گھٹنا ھبط فلان خاکساری کرنا ھبط الزمان زمانہ کا کسی کو غریبی میں گرانا۔ ... ذلیل کرنا۔ انھبط ... نقصان شر میں پڑنا ...

(المنجد مترجم ناشر دارالاشاعت کراچی صفحہ ۱۱۱۲)

پس ان مندرجہ بالا معانی کے لحاظ سے آدم و ابلیس کے تمثیلی واقعہ میں جس آدم و ابلیس اور اس کی ذریت کے ھبوط کا ذکر ہے اس سے مراد یہی ہے کہ انہیں شیطان کے بہکانے پر ان کے اصلی مقام سے ہٹا دیا۔ یعنی وہ اس پاداش میں اعلیٰ مقام سے ادنیٰ مقام پر چلے گئے تھے۔

ان آیات کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا دعائیہ کلمات سکھانا اور ان کے ذریعہ توبہ استغفار سے انہیں دوبارہ اپنی اصلی حالت یا اصلی مقام (فطرت صحیحہ) کی طرف لوٹانا یہ حکمت رکھتا تھا کہ اگر انسان کبھی شیطان کے بہکاوے میں آکر خدا تعالےٰ کے حضرت آدمؑ کے ذریعہ قائم کردہ نظام سے کبھی انحراف کر بیٹھیں تو وہ خدا تعالیٰ سے توبہ و استغفار اور دُعا کے نتیجہ میں پھر سے داخل ہو سکتے ہیں جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے محولہ بالا آیات میں پے در پے انبیاء کرام کے ذریعہ وحیٔ ہدایت بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کی پیروی کے نتیجہ میں نوعِ انسانی نہ صرف ان کے جہان کی جنت کا وارث ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس دُنیا میں بھی انبیائے کرام کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کی روشنی میں اپنے معاشرہ کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے۔ بصورت دیگر ابلیس شیطان کی پیروی میں الٰہی نظام کے دائرہ سے نکل کر نہ صرف مایوسی کی زندگی گذاریں گے (بلکہ ان کی یہ غلط زندگی آخرکار انہیں اگلے جہان کی دوزخ میں جا گرائے گی) جس کی داغ بیل آدمؑ کو سجدۂ اطاعت نہ کرنے کی صورت میں ابلیس نے ڈالی تھی جسے یہ یقین تھا کہ بالآخر خدا تعالیٰ کا آدمؑ کے ذریعہ قائم کردہ نظام حیات ہی کامیاب و کامران ہوگا۔ جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے الفاظ میں ارشاد فرمایا تھا۔ تاہم ابلیس (جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ ایسا وجود جو مایوس ہو جائے) نے اس یقین کے باوجود کہ خالقِ کائنات کا زمین پر جاری کردہ نظام ہی بالآخر کامیاب ہوگا۔ اپنی فطرت کے مطابق اس نظام کا انکار کیا۔ اور مایوس ہو کر خدا تعالےٰ سے مخاطب ہو کر کہا۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○

(الاعراف: ۱۵ تا ۱۸)

(اس نے کہا اے میرے رب) مجھے اس دن تک مہلت دے جب کہ وہ اُٹھائے جائیں گے۔ (اللہ نے) جواب دیا تجھے (تیرے مطالبہ کے مطابق) ڈھیل دی گئی ہے۔ اس نے کہا چونکہ تو نے مجھے ہلاک کیا ہے اس لئے میں ان انسانوں کے لئے تیرے سیدھے راستہ میں بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کے پاس آؤں گا۔ ان کے سامنے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے دائیں طرف سے بھی اور ان کے بائیں طرف سے بھی (تاکہ ان کو ورغلاؤں) اور تو ان میں سے اکثر کو شکرگذار نہیں پائے گا۔ ان آیات میں سے پہلی دو آیات میں ابلیس شیطان کی اضطراری اور مایوسی کی حالت بیان فرمائی گئی ہے جس حالت میں وہ خدا تعالیٰ سے یوم یبعثون (جس کی وضاحت آگے آرہی ہے) تک انسانوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے کے لئے مہلت مانگ رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں آؤں گا۔ (۱) من بین ایدیھم (ان کے سامنے سے بھی) یعنی انہیں قوت و اقتدار اور جاہ و سلطنت کے ذریعہ گمراہ کروں گا۔ (۲) من خلفھم میں (ان کے پیچھے سے بھی) یعنی وسوسہ ڈال کر انہیں فریب دوں گا کبھی میں منافقین کی شکل میں آؤں گا اور کبھی میں ان پر تیری طرف سے آئی ہوئی تعلیم پیش کروں گا۔ یا اس میں ملاوٹ کر کے مخلوق الٰہی کو گمراہ کروں گا۔ (۳) عن ایمانھم (ان کے دائیں طرف سے بھی) یعنی مذہبی لبادہ اوڑھ کر جھوٹی ملائیت یا مذہبی پیشوائیت کے ذریعہ گمراہ کروں گا۔

(۴) وعن شمائلھم (ان کے بائیں طرف سے بھی) یعنی جھوٹی شان اموال اور ذریت لغایہ کی کثرت کے ذریعہ انہیں راہ حق سے منحرف کرنے کی کوشش کروں گا۔

چنانچہ اس حقیقت (کہ ابلیس شیطان نوعِ انسانی کو راہِ حق یا خدا تعالےٰ کی طرف سے قائم کردہ روحانی نظام سے ہٹانے کے لئے مندرجہ بالا چار حربے استعمال کرے گا) کی عکاسی قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام سے بھی ہو جاتی ہے جہاں ابلیس شیطان کے وقت مقررہ تک مہلت دینے کے بعد اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان بطور چیلنج وارد ہوا ہے کہ

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۔

(بنی اسرائیل: ۶۵-۶۶)

اور (اللہ نے کہا) ان میں سے جس پر تیرا بس چلے تو اُسے اپنی آواز سے فریب دے کر (اپنی طرف) بُلا اور اپنے سواروں اور پیادوں کو ان پر چڑھا دو اور (ان کے) مالوں اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور ان سے (جھوٹے) وعدے کر (اور پھر اپنی کوششوں کا نتیجہ دیکھ) اور شیطان جو وعدے بھی کرتا ہے فریب کی نیت سے ہی کرتا ہے۔ جو میرے بندے ہیں ان پر ہرگز تیرا تسلط نہیں (ہو سکتا) اور (اے میرے بندے) تیرا رب کارسازی میں (تیرے لئے) کافی ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان میں الٰہی اور شیطانی حربوں کا ذکر فرمایا ہے جو سورۃ اعراف کی آیت ۱۸ میں بیان ہوئے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ یہاں چیلنج کے رنگ میں پیش فرما رہا ہے۔ کہ تو ان حربوں کو آزما کر دیکھ لے تب بھی اس (اللہ) کے بندوں پر تیرا تسلط ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ بالآخر خدا تعالےٰ کا نظام روحانی ہی کامیاب و کامران ہوگا۔

پس یہی وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ابلیس شیطان کو چیلنج تھا جس کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔ جس پر مایوس ہو کر اس وقت کے عباد الطاغوت (شیطان کے اظلال) کے گروہ کے نمائندے یا سرغنہ ابلیس (جسے اس کی مایوسی کی بنا ہی پر ابلیس کا نام دیا گیا ہے) نے حضرت آدمؑ کے ذریعہ زمین پر نظامِ الٰہی کی مخالفت میں محولہ بالا چاروں حربوں میں سے سب سے خطرناک حربہ بمطابق قرآن کریم (سورۃ اعراف ۱۸) عن ایمانھم (جس کا مفہوم مذہبی اصطلاح اور عربی لغت کی کتب کے مطابق مذہبی پہلو کے بھی ہیں) کا حربہ استعمال کیا۔

اظہارِ تشکّر اور درخواستِ دُعا

خدا کا بے حد شکر اور احسان ہے کہ اُس قادرِ مطلق نے ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگانِ سلسلہ کی دُعاؤں کے طفیل عزیزہ ڈاکٹر نعیم احمد سلمہٗ کو M.R.C.P. (LONDON) کے امتحان میں کامیابی عطا فرمائی۔ قبل ازیں ڈاکٹر نعیم احمد سلمہٗ نے D.C.H GLASGOW (U.K) بھی کرلیا ہے۔ ان تمام حضرات کا جنہوں نے اپنی نیک دُعاؤں میں موصوف کو یاد رکھا شکریہ ادا کرتے ہوئے اعانتِ بدر میں مبلغ ایک ہزار روپیہ پیش کرتی ہوں۔ اور اپنے چاروں بچوں کی دینی و دُنیاوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و ملّی خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی زندگی خلافت کی غلامی میں گزرے۔ آمین۔ (عذرا شمیم احمد۔ آرہ۔ بہار)

درخواستہائے دُعا

● انشاء اللہ العزیز امسال خدا کے فضل سے پہلی بار گنگٹوک (سکم) کی راجدھانی میں کانفرنس منعقد ہوگی۔ تمام قارئینِ بدر سے رمضان المبارک میں کانفرنس کی نہایت درجہ کامیابی اور جملہ تبلیغی اُمور بخیر و خوبی انجام پانے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

(عبد المومن راشد خادم سلسلہ)

● مکرم محمد یونس صاحب آف انگلینڈ اعانتِ بدر میں ۱۰ پونڈ ارسال کرتے ہوئے اپنی چچی صاحبہ کی کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ دسمبر میں دل کا By pass اپریشن ہوا تھا۔ چند ہفتے آرام رہا۔ دوبارہ تکلیف شروع ہوگئی ہے۔ اسی طرح اپنے چچا محمد لطیف صاحب کے لئے بھی دُعا کی تحریک کرتے ہیں جو آجکل بعض مشکلات سے دوچار ہیں۔ نیز اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے بھی دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینیجر بدر)

● میرا اور میرے بھائی بہن کا امتحان مارچ سے شروع ہو رہا ہے نمایاں کامیابی اور والد صاحب کی صحت و سلامتی نیز پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(منصور احمد خان بوکارو سٹیل سٹی)

● مکرم خلیل احمد صاحب (مصلح الدین) حیدر آباد لکھتے ہیں کہ ان کے والد صاحب نے کاروبار شروع کیا ہے۔ اس میں برکت اور مشکلات کی دُوری کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

● مکرم محمد اسماعیل صاحب وڈمان اور ان کی اہلیہ آمنہ بیگم صاحبہ بیمار ہیں شفایابی کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ (مسعود احمد انیس۔ معلم وقفِ جدید وڈمان (آندھرا)

● میری بہو عزیزہ شمشاد بیگم زوجہ عزیزم عبد الباسط بھٹی آف بڈھانوں کے ہاں ولادت ہونے والی ہے۔ نیک، صالح خادمِ دین و انسانیت نرینہ اولاد عطا ہونے کے لئے اور صحت و تندرستی کے لئے نیز خاکسار کی اہلیہ عرصہ سے گُردوں کی تکلیف سے بیمار ہے۔ ڈاکٹروں نے بلڈ شوگر بتایا ہے۔ علاج جاری ہے تدرے افاقہ بھی ہے اعانتِ بدر میں مبلغ ۲۰ روپے ادا کرتے ہوئے دُعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ (عبد العزیز بھٹی صدر جماعت احمدیہ بڈھانوں)

● مکرم محمد حبیب اللہ صاحب گوملا بہار سے پچاس روپے اعانتِ بدر میں ادا کرکے تحریر کرتے ہیں کہ میری بڑی اماں حسینہ بیگم مرحومہ کے بلندیٔ درجات کے لئے اور ان کی اولاد کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے تمام احباب سے درخواستِ دُعا ہے۔ (مینیجر بدر)

● مکرمہ رشیدہ جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم محمود غوری صاحب حیدر آباد اپنے خاوند کی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات، بچوں کے بہتر روزگار، بیٹی کے امتحان میں نمایاں کامیابی اور نواسی کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔ (مظفر احمد فضل انسپکٹر تحریک جدید)

مضمون نویسی کا نواں انعامی مقابلہ

شعبہ تعلیم مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت کی جانب سے ہر سال مضمون نویسی کا انعامی مقابلہ کرایا جاتا ہے۔ امسال کے انعامی مقالہ کے لئے درجِ ذیل عنوان تجویز کیا گیا ہے:-

"حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تاریخ ساز دورۂ ہند اور اس کی برکات"

مقالہ جامع ہونا چاہیئے۔ اور خوشخط لکھائی میں کم از کم پندرہ فل سکیپ کاغذ پر لکھا جائے۔ خُدام بڑھ چڑھ کر اِس مقابلہ میں حصّہ لیں۔ ہر مجلس کی نمائندگی ضروری ہے۔

مقالہ جات ۳۱ راگست تک دفتر مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت میں پہنچ جانے ضروری ہیں۔

مہتمم تعلیم مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت

قادیان میں فری آئی کیمپ کا کامیاب انعقاد ۔۔۔ بقیہ صفحہ آخر

دن رات مریضوں کی دیکھ بھال کی۔ اور ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بھائیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام آپریشن کامیاب رہے۔ تمام مریضوں کے لئے چارپائیوں کا انتظام کیا گیا۔ اور بعض کو بستر بھی فراہم کئے گئے۔ مریضوں اور ان کی دیکھ بھال کے لئے آئے لواحقین کے لئے تینوں وقت طعام کا انتظام کیا گیا۔

'ایوانِ خدمت' میں صبح و شام لاؤڈ اسپیکر پر پنجابی میں قرآن مجید کا درس سُنایا جاتا رہا۔ مریضوں نے اس طریقِ کار کو بہت سراہا۔

شکریۂ احباب :

آئی کیمپ کو کامیاب بنانے میں صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ذیلی تنظیموں اور اہالیانِ قادیان کا ہر طرح سے بھرپور تعاون ہمارے ساتھ شامل رہا۔ مجلس انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ قادیان آئی کیمپ کے لئے خصوصی عطایا وصول کرکے اخراجات کا بھار سنبھالنے میں ہمارے ساتھ شریک ہوئے۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ کی طرف سے مریضوں کے لئے روٹیوں کا انتظام کیا جاتا رہا۔ مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت ان سب کے مخلصانہ تعاون کی بے حد ممنون ہے۔

اسی طرح آئی کیمپ کے دوران جن ڈاکٹر صاحبان و دیگر خُدام کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ اُن سب نے نہایت خلوص و جانفشانی سے بے لوث خدمت سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کو بہترین اجر عطا فرمائے۔

آئی کیمپ کے انتظامات کو چلانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کے صدر مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت اور ممبران مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ۔ مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر عمومی قادیان تھے۔

ان کے علاوہ بہت سے خُدام اور عملہ ڈاکٹر صاحبان نے نہایت محنت اور تندہی سے اپنے اپنے ذمّہ مفوضہ اُمور کو سرانجام دیا۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ
احسن الجزاء

محلہ احمدیہ میں آئی جی سی آر پی ایف کی تشریف آوری

قرآنِ کریم و جماعتی لٹریچر کا تحفہ دیا گیا

قادیان مورخہ ۵ رمارچ ۹۲ء کو سی آر پی ایف کے پنجاب میں POSTED آئی جی جناب جی۔ پی دوبے صاحب مع اپنے جونیئر افسران D.I.G.، ایس ایس پی، ایس پی کے محلہ احمدیہ میں زیارت کی غرض سے تشریف لائے۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ نے انہیں جماعت کا تعارف کرایا اور دفاتر کا معائنہ انہوں نے کیا۔ اس کے بعد وہ نمائش ہال تشریف لے گئے اور نمائش کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور VISITING BOOK پر اپنے ریمارک بھی دیئے۔ اس کے بعد منارۃ المسیح کی زیارت کی۔ پھر وہ مہمان خانہ میں تشریف لائے۔ اس موقعہ پر انہیں قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر بشمول A MAN OF GOD کا تحفہ پیش کیا گیا۔ جسے انہوں نے عقیدت و احترام سے وصول کیا۔

مہمان خانہ میں مکرم وحید الدین صاحب شمس افسر لنگر خانہ نے مناسب تواضع کا انتظام کیا ہوا تھا۔ چنانچہ چوہدری محمود احمد صاحب عارف قائم مقام ناظر اعلیٰ و امیر جماعت کے ساتھ مہمانانِ کرام نے چائے نوش فرمائی۔ ان کے ساتھ آنے والے عملہ کے لئے بھی علیحدہ تواضع کا انتظام کیا گیا تھا۔ الحمد للہ مہمانان، جماعت کے متعلق بہت اچھا اثر لے کر گئے۔ (نامہ نگار خصوصی)

دو ماہی مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب عظیم علمی و رُوحانی خزانہ ہے اُن کا پڑھنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ اسی غرض سے مجلس خُدام الاحمدیہ کے زیرِ اہتمام دو ماہی مطالعہ کے لئے کتب مقرر کی جاتی ہیں ۔۔۔ ماہ مارچ و اپریل کے لئے **اسلامی اصول کی فلاسفی** نصف اوّل مقرر کی گئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ خُدام اس کا مطالعہ کریں۔

مہتمم تعلیم مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت

ادائیگی زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں اسلامی بیت المال کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کی رقم بیت المال میں جمع ہونی لازمی ہے۔ نیز خلیفہ وقت کی اجازت سے زکوٰۃ کی رقم مستحقین میں خرچ کی جا سکتی ہے۔ اور یہی اسلامی روح ہے اس لئے کسی فرد، جماعت یا مقامی جماعت یا صوبائی نظام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ صاحب نصاب افراد سے زکوٰۃ وصول کر کے اپنی مرضی سے خرچ کرے۔ بلکہ اگر مقامی جماعت میں مستحقین ہوں تو اس کی علیحدہ درخواست لکھ کر خلیفۂ وقت یا خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں بیت المال مرکزی زکوٰۃ کمیٹی سے اجازت حاصل کر کے زکوٰۃ تقسیم کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر جو نماز عید الفطر سے قبل ہر مسلمان مرد، عورت اور بچے کی طرف سے ادا کیا جانا لازمی ہے، کی شرح ایک صاع یعنی اڑھائی کلو غلہ رائج الوقت یا اس کے مطابق رقم بنتی ہے۔ جنہیں استطاعت نہ ہو وہ نصف صاع بھی صدقۃ الفطر ادا کر سکتے ہیں۔

عید فنڈ یہ فنڈ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مبارک زمانے میں ایک روپیہ ہر کمانے والے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ چونکہ اب روپیہ کی قیمت بہت گر گئی ہے لہذا حسب استطاعت اس فنڈ میں جس قدر بھی احباب چندہ دے سکتے ہوں ادا کریں۔ اور ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوائیں۔

بیت المال آمد۔ قادیان

بقیہ اخبار احمدیہ

علاج بھی ساتھ ساتھ باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ اصل شفا تو دعاؤں کے جذب سے آسمان سے اترے گی۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت سیدہ ممدوحہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے خصوصی درخواستِ دعا

رمضان المبارک کے مقدس ایام میں احباب اپنے ان اسیرانِ راہِ مولیٰ کو بھی خصوصیت سے یاد رکھیں جو لمبی مدت سے قید کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر و استقلال عطا فرمائے۔ باعزت رہائی کے جلد سامان پیدا فرمائے اور ان کے لواحقین کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

بدر آپ کا قومی جریدہ ہے۔ اس کی قلمی اور مالی اعانت آپ کا قومی فریضہ ہے۔!!

ارشادِ نبویؐ
طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ
(حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے)
:- (منجانب) :-
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE :-
04524 — 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM_679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AN SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE. ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992. 011-3282643.
FAX :— 91-11-3755121. SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF.: 6378622
RESI.: 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT No. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں:-
نعیم احمد ڈار
احمد پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ میسنگو لین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

NIR
Starline
"ہماری اعلیٰ اقدار ہماری خدا امیں ہیں۔"
—(کشتی نوح)—
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ-۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206